THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, 4th March, 2013
(91st Session)
Volume III, No. 09
(Nos. 01-17)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………………………..	1
2.	Leave of Absence…………………………………………………	2-3
3.	Introduction of the Regulation of Foreign Contribution Bill, 2013……………………………………………………………….	4-5
4.	Legislative Business:	
	• The Passage of the Abolition of the Discretionary Quotas in Housing Schemes Bill, 2012…………….	6-9
5.	Point of Order on the Walk Out of the Media from the Press Gallery…………………………………………………….....	10-13
6.	Resolution: Regarding the Control of Environmental Pollution….	14-17
7.	Points of Order	
	• Massive Killings in Karachi……………………..….	18-28
	• The Affectees of the Mirani Dam…………………...	29-35
	• The Increase in the Fare of Senate Employees Pick and Drop Transport Facility………………………...	36-38
	• Not Providing Gas Facilities to Tehsil Tull District Hungu……………………………………….……	39-71

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-III SP. III(09)/2013
No. 09 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, the March 4, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتّٰى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا

وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِينَ ﴿٧٤﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں (بھی) جنت کی طرف گروہ در گروہ لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس (جنت) کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے (پہلے ہی) کھولے جا چکے ہوں گے تو ان سے وہاں کے نگران (خوش آمدید کرتے ہوئے) کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم خوش و خرم رہو سو ہمیشہ رہنے کے لیے اس میں داخل ہو جاؤ۔ اور وہ (جنتی) کہیں گے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں سرزمینِ جنت کا وارث بنا دیا کہ ہم (اس) جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، سو نیک عمل کرنے والوں کا کیسا اچھا اجر ہے۔

(سورۃ الزمر: آیات 73-74)

Leave of Absence

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave Applications.

سردار فتح محمد محمد حسنی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سید مظفر حسین شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 تا 26 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب افراسیاب خٹک صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27اور28 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب محمد ظفر اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25 تا 27 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب محمد طلحہ محمود صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 04تا 08مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ الماس پرویز صاحبہ ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 18اور19فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی سیف اللہ بنگش صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 04 مارچ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد فروغ نسیم صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25 تا 27 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we move on to Item No. 2.

ڈار صاحب موجود نہیں ہیں، ان کا انتظار کر لیتے ہیں۔ Item No. 3, 4 & 5 بھی ڈار صاحب کے ہیں۔ Item No. 6 پر commenced motion ہے۔ فرحت اللہ بابر صاحب! press gallery سے صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے ہیں، آپ اور لغاری صاحب ذرا جائیں اور دیکھ لیں کہ کیا بات ہے؟

Now we move on to Item No. 6. It's commenced resolution and moved by Senator Muhammad Talha Mehmood on 28th January, 2013 that;

> "This House recommends that effective steps be taken to eradicate manufacturing and sale of spurious substandard drugs in the country."

اس پر کون بولے گا؟ جی ڈار صاحب آگئے ہیں تو we move back to Item No. 2. ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! میں معذرت چاہتا ہوں، چیف وہپ صاحب نے فرمایا تھا کہ اجلاس پانچ بجے شروع کریں گے، اس لیے میں نماز پڑھ رہا تھا، I would have been on time, لیکن ممبران ہی نہیں تھے۔

جناب چیئرمین: اس کی ذمہ داری پھر Chair پر آجاتی ہے کہ آپ اجلاس وقت پر شروع نہیں کرتے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! میری ابھی ان سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے فرمایا تھا کہ اجلاس پانچ بجے شروع کریں گے۔

Mr. Chairman: It was never conveyed to me. We may now take up Item No. 2, Mr. Muhammad Ishaq Dar may move Item No. 2.

Introduction of the Regulation of Foreign Contribution Bill, 2013

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill to consolidate the law to regulate the acceptance and utilization of foreign contribution by Non-Governmental Organizations (NGOs), whether registered or not in Pakistan, and to regulate acceptance and utilization of foreign contribution for any activities detrimental to the national interest and for matters connected therewith or incidental thereto [The Regulation of Foreign Contribution Bill, 2013].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Muhammad Jahangir Bader (Leader of the House): Sir, not opposed.

Mr. Chairman: Not opposed, so leave is granted. Mr. Muhammad Ishaq Dar may move Item No. 3.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I beg to introduce the Bill to consolidate the law to regulate the acceptance and utilization of foreign contribution by Non−Governmental Organizations (NGOs), whether registered or not in Pakistan, and to regulate acceptance and utilization of foreign contribution for any activities detrimental to the national interest and for matters connected therewith or incidental thereto [The Regulation of Foreign Contribution Bill, 2013].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں اس میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ there was an attempt upto 2012 on this Bill. آپ اور ہم بھی سنتے ہیں کہ NGOs بہت اچھے کام کر رہی ہیں اور ان کی بہت زیادہ تعداد ہے لیکن there are handful of NGOs جن کے متعلق آپ نے وزیرِ داخلہ صاحب سے in camera briefings میں استفسار کیا تھا اور ابھی آپ نے سنا ہو گا کہ جو US Defence Secretary nominate ہوئے تھے، اب تو وہ confirm ہو گئے ہیں Mr. Chuck Hagel نے کہا ہے کہ foreign country has been funding the terrorist and extremist activities in Pakistan. ظاہر ہے کہ اب بوریوں میں پیسے آنے کا زمانہ ختم ہو گیا ہے، so these institutions have used and only handful of them. آج کا Orders of the Day چونکہ issue ہو گیا تھا، اس کے لیے مجھے کافی calls آئیں، میں نے تو attend نہیں کیں but obviously they had an access to the copy of the Bill, اس ملک میں چیز تو مل جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ The daily 'Dawn' and 'The News' میں بھی ہے، I am glad to see کہ جو transparent NGOs ہیں اور بڑی NGO Fafen اور اس طرح کی دوسری NGOs نے positive reaction دیا ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز یہ ہے کہ ہم ہر چیز دوسرے ملکوں کو refer کرتے ہیں، انڈیا میں یہ Bill 2010 میں پیش ہوا تھا اور دو سال سے وہاں یہ قانون موجود ہے اور اس type کا قانون

وہاں لاگو ہے۔ ہمارے ملک میں چونکہ دہشت گردی جس طرف جا رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی proper oversight inflow of funds, utilization of funds اور اس کا جو core objective ہے کہ اگر یہ national interest کے خلاف نہیں ہے اور یہ socio-economic activities کے لیے ہے، اگر یہ پاکستان کی poverty line کو بہتر کرنے کے لیے ہے، اگر یہ پاکستان میں تعلیم کی بہتری کے لیے ہے، پاکستان میں بے چارے teeming millions کو صحت کی ضرورت ہے، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن basically جو foreign contributions in the garb of NGOs to destabilize our country virtually ہے اس کے لیے یہ Bill ایک great instrument ثابت ہو سکتا ہے اور یہ بہت ممالک میں ہے۔ اس کی یہ back ground ہے اور آپ اس لیے timeline دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ اس پر کیا suggest کرتے ہیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! اس پر آپ دو دن دے دیں ورنہ پھر یہ پانچ مہینے آگے چلا جائے گا، it's upto you. اچھا کام کرنے جا رہے ہیں، اس لیے آپ اس پر دو دن دے دیں۔

Mr. Chairman: The Standing Committee may report within two days.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Thank you very much sir.

Mr. Chairman: We may now take up Item No. 4. Mr. Muhammad Ishaq Dar may move Item No. 4.

Legislative Business

The Passage of the Abolition of the Discretionary Quotas in Housing Schemes Bill, 2012

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I beg to move that the Bill to provide for the abolition of all discretionary quotas in housing schemes in the public sector [The Abolition of the

Discretionary Quotas in Housing Schemes Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Muhammad Jahangir Bader: Not opposed.

Mr. Chairman: Not opposed. So should we send it to the Standing Committee?

ڈار صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس Bill کی بھی وہی حالت ہے کہ discretionary powers نے اس ملک کو دیمک کی طرح چاٹا ہے۔ میں خود اس process سے گزرا ہوں۔ سب کو پتا ہے کہ Ministry of Finance and Ministry of Commerce میں جو نوازشات ہوتی ہیں ان دونوں وزارتوں میں ہوتی ہیں۔ 1997 to1999 میرے پاس Ministry of Commerce right from day one until the end day تھی اور آپ کو یاد ہو گا کہ textile quota میں discretionary powers ہوتی تھیں، I did not use an inch of discretionary powers اور کسی کو نہیں دیا۔ اس سے قبل پاکستان کے تیس مہینے پہلے کے sale proceeds تہتر کروڑ تھے and as a consequence of not using the discretionary powers, وہ تین ارب پینتیس کروڑ روپے پر چلے گئے تھے۔ Import and Export, Code of Pakistan میں جو ایک legitimate right تھا مجھے اس کی clause بھی یاد ہے جو 1.2 ہے جو میں نے abolish کی کہ اس ملک میں دس بارہ بڑے بڑے VIPs کو duty free گاڑیوں کی اجازت دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں پاکستان اس قسم کی چیزوں کا متحمل نہیں ہوسکتا اور discretion کا تو میں دشمن ہوں وہ جہاں بھی ہو۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ تمام جماعتوں، Treasury and Opposition نے مل کر قومی اسمبلی میں ایک private Bill پاس کیا کہ پاکستان میں جہاں بھی کسی بھی Housing Scheme میں قومی خزانے سے پیسے جائیں گے اس سکیم میں discretionary power استعمال نہیں ہو گی اور National Assembly میں پورے House نے consensus کے ساتھ اس بل کو پاس کیا اور یہ بڑا important ہے۔ It is like notwithstanding anything contained, any other law, rule etc. etc. Sir.

آئندہ ان Housing Schemes میں جہاں حکومت پاکستان اورعوام کا پیسا ہے کوئی discretionary power استعمال نہیں ہوگی۔ یہ بڑا اچھا بل ہے اور ہمیں اسے appreciate کرنا چاہیے۔ اگر میرے ساتھی مہربانی کریں تو یہ پانچ منٹ کا کام ہے اور اس میں صرف تین clauses ہیں۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Is it opposed or not?

Senator Muhammad Jahangir Bader: Not opposed Sir.

Mr. Chairman: It is not opposed. It has been moved that the Bill to provide for the abolition of all discretionary quotas in housing schemes in the public sector [The Abolition of Discretionary Quotas in Housing Schemes Bill, 2012] as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now, second reading of the Bill, Clauses 2 to 4. We may now take up second reading of the Bill that is clause by clause consideration of Bill. There is no amendment in clauses 2 to 4, therefore, I put these clauses together as one question before the House. The question is that Clause 2 to 4 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 4 do form part of the Bill. Clause−1, the Preamble and the Title of the Bill. We, now take up Clause−1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clasue−1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Item No.5, Mr. Muhammad Ishaq Dar may move Item No. 5.

Senator Mohammad Ishaq Dar: I beg to move that the Bill to provide for the abolition of all discretionary quotas in housing schemes in the public sector [The Abolition of the Discretionary Quotas in Housing Schemes Bill, 2012] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the abolition of all discretionary quotas in housing schemes in public sector [The Abolition of the Discretionary Quotas in Housing Schemes Bill, 2012] be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed unanimously. Ishaq Dar *Sahib*.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب، آپ کو یاد ہوگا، ویسے ابھی تو mover *Sahib* ادھر نہیں ہیں، پچھلی Wednesday کی sitting میں حاجی عدیل صاحب نے rules کو further amend کرنے کے لیے جو amendments پیش کی تھیں، اس میں item, 8,9 and 10, all related ہیں جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر figure work کرلیں تو پھر اس کو اگلے دن list کریں گے۔ وہ actually دومنٹ کا کام ہے، میں نے دیکھ لیا ہے I made him understand the consequences and I think it is fine. اگر وہ minimum 9 پر رکھنا چاہتے ہیں، I am sure کہ کوئی ممبر دوسرے کا سر پھاڑنے کے لیے نہیں نکلے گا۔ اگر وہ بارہ کو چودہ پر لے کر جانا چاہتے ہیں تو پھر ان کو committees کم کرنا پڑیں گی۔ I have no issue, I have explained that the consequential effect of his amendment and Government بھی اس پر راضی ہے اور ہم بھی راضی ہیں۔ اگر آپ یہ item پاس کرنا چاہیں تو only this business is left for today کیونکہ اس میں تقاریر وغیرہ ہوں گی۔ اس میں اگر آپ چاہیں تو item 8, 9 and 10 can be disposed of, it is up to you.

جناب چیئرمین: جی فرحت اللہ بابر صاحب آپ تشریف لے آئے، پریس گیلری سے دوست واک آؤٹ کر گئے ہیں they did not turn up.

Point of Order

On the Walk Out of the Media from the Press Gallery

سینیٹر فرحت اللہ بابر: میں نے ابھی سینیٹر لغاری کے ساتھ جا کر میڈیا کے نمائندوں کے ساتھ ملاقات کی ہے۔ جناب چیئرمین، ان کا مطالبہ اور really grievances بڑے genuine ہیں۔ پہلی تو انہوں نے یہ شکایت کی کہ حکومت نے باقاعدہ اعلان کیا تھا نیشنل پریس کلب کے لیے سالانہ ایک کروڑ کی گرانٹ ملے گی اور یہ وزیراعظم کی سطح پر اعلان اور commitment ہوئی تھی اور اس کے ساتھ یہ اعلان بھی ہوا تھا کہ وہ صحافی خواتین و حضرات جو پریس کلب کے ممبران ہیں ان کی ہاؤسنگ کالونی کے لیے چودہ کروڑ کا باضابطہ اعلان وزیر اعظم پاکستان نے کیا تھا۔ اس طرح کی ہاؤسنگ کالونیاں ملک کے دوسرے حصوں میں بھی بنی ہیں۔ وہاں پر ان صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے اعلان کیا تھا۔ جہاں جہاں بھی اعلان ہوا تھا وہاں پر وہاں کی صوبائی حکومتوں نے صحافیوں کی کالونیوں کے لیے جن رقوم کے دینے کا وعدہ کیا تھا وہ دے دی گئیں ہیں جبکہ اسلام آباد میں ایسا نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا مطالبہ ہے کہ پورے ایوان کو اس کی متفقہ طور پر حمایت کرنی چاہیے اور حکومت سے مطالبہ کریں کہ کم از کم جو وعدہ کیا تھا اس کو تو پورا کردیں۔

دوسرا ان کا مطالبہ یہ تھا کہ سرکاری خبررساں ایجنسی APP کے ملازمین کو تنخواہیں تو مل رہی ہیں لیکن کچھ نہ معلوم وجوہات کی بنا پر ان کے allowances suspend کر دیے گیے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہے ان کے allowances کیوں suspend ہوگیے ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ جی financial crunch کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ جناب،

monitory benefits once they are admitted they cannot be and they should not be withdrawn. Really, I believe that Ministry of Information owes an explanation on this and they should immediately release the allowances to the APP employees.

جناب چیئرمین! تیسرا ان کا یہ مطالبہ تھا اور یہ ان کا مطالبہ سینیٹ کی Information Committee جس کے چیئرمین کامل علی آغا صاحب ہیں، یہ مسئلہ وہاں بھی اٹھایا گیا ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں more than 85 journalists have been killed in the discharge of their duties. اور آج تک کسی ایک کیس کی بھی investigation پایہ تکمیل تک نہیں پہنچی۔

ان کا یہ مطالبہ ہے اور میں اس کی support کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ سارا سینیٹ اس کی حمایت کرے گا کہ the Government should devise a strategy whereby کم از کم وہ صحافی جن کو گزشتہ دس سالوں کے دوران شہید کیا گیا ہے ان کے کیسوں کی نوعیت کیا ہے، معاملہ کہاں تک پہنچا ہے اور ان کی families کے لیے compensation وغیرہ کا کیا بنا؟ and I must compliment the Chairman of the Information Committee Senator Kamil Ali Agha کہ انہوں نے اس issue کو اٹھایا ہے لیکن ہمارے اس اٹھانے کے باوجود ابھی تک اس میں زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی۔ ہمارا مطالبہ تھا اور ہے کہ کم از کم حکومت ایک لسٹ تو بنائے کہ کون کون سے صحافی شہید ہوئے ہیں اور ہر صحافی جو شہید ہوا ہے اس کے بارے میں جو investigation ہوئی ہے اس کا status کیا ہے؟ This also is a demand from the journalists and fourth ان کا یہ مطالبہ تھا کہ اسرار صاحب کے لیے پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا گیا تھا وہ بھی پورا نہیں کیا گیا۔

ان کے تین چار basic issues میں سے یہ دو underlying issues بنتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ حکومت نے صحافیوں کے لیے جن مراعات اور جن حقوق کا اعلان کیا تھا اس اعلان کے باوجود اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

This is something about which I believe the Government owes an explanation, the Government should come out clean and we call upon the Government to at least implement the promises it had made with the journalists community.

دوسری یہ بات ہے کہ جو صحافی دوران ڈیوٹی شہید کیے گیے ہیں ان کے بارے میں ہمارا مطالبہ ہے اور ہم نے سینیٹ کی کمیٹی میں بھی یہ اٹھایا تھا کہ حکومت پاکستان، وزارت اطلاعات سب سے پہلے ایک لسٹ مرتب کرے کہ کونسے صحافیوں کی دوران ڈیوٹی شہادت ہوئی ہے۔ پھر وہ صحافی جن کو شہید کیا گیا ہے ان کے کیس کی نوعیت، کیس کی progress, what is the present status of the cases and whether any compensation has been paid to the victim families or not.

جناب چیئرمین! ابھی تک یہ نہیں ہوا۔ اگرچہ سینیٹ کی کمیٹی نے یہ معاملہ take up کیا ہوا ہے پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس متفقہ طور پر حکومت سے مطالبہ کرے کہ وہ وعدے جو اس نے

صحافیوں کے ساتھ کیے تھے ان کو پورا کیا جائے the and impunity with which journalists are assassinated in the performance of their duties
اس impunity کو ختم کیا جائے اور اگر اس کے لیے ضروری ہو کہ United Nations کا جو حال ہی میں ایک نیا declaration ہوا ہے، اس پر دستخط کرنے کی ضرورت ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وزارت اطلاعات اس بات پر غور کرے کہ اس declaration پر دستخط کیے جائیں اور اس کو مانا جائے تا کہ جو impunity ہے crimes against the journalists اس کو ختم کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین! یہ گزارشات کرنے کے بعد اب اگر مجھے اجازت ہو تو میں باہر جاؤں گا کیونکہ Press Club کے اور صحافیوں کے جو بڑے نمائندے ہیں وہ پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر موجود ہیں اور انہوں نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ جب میں سینیٹ کے floor کے اوپر یہ بات اٹھاؤں تو پھر میں ان کے پاس جا کر یہ وضاحت کروں کہ ہم نے آپ کی یہ بات پہنچا دی ہے۔ تو میری آپ سے یہی گزارش ہو گی کہ حکومت کو واضح طور پر یہ ہدایت کی جائے کہ ان مطالبات کو مانا جائے۔ یہ وہ مطالبات ہیں جن کا حکومت خود وعدہ کر چکی ہے اور دوسری میری آپ سے گزارش ہو گی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان سے وہاں جا کر ملوں۔ Thank you.

جناب چیئرمین: Leader of the House, اس issue پر جس طرح فرحت اللہ بابر صاحب نے کہا there are 5 points on it آپ وزیر اطلاعات سے coordinate کر لیں کہ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ حکومت نے وعدہ کیا ہے اور اس کو honour نہیں کیا گیا۔ اس کے بارے میں وہ House میں آ کر بتانا چاہتے ہیں یا آپ ان کے behalf پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان سے آپ coordinate کر لیں and ask him to respond to all these issues. ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Farhatullah Babar *sahib*, I have asked the Leader of the House
کہ وہ وزیر اطلاعات سے رابطہ کریں اور ان issues کو ان کے ساتھ discuss کر کے ان کو بتائیں اور پھر آ کر House کو اطلاع دی جائے کہ جو commitments کی ہیں ان پر کیا progress ہوئی ہے

and when they are going to be honoured, what is the state of situation now. ان commitments کا status کیا ہے۔

I have asked the Leader of the House to get in touch with the Minister for Information.

So, with this message I will go to them now.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ جی۔

Mr. Chairman: Now we first take Item No. 8 which stands in the name of *Haji* Mohammad Adeel. Yes, *Haji sahib,* you may move item No. 8.

Senator Haji Mohammad Adeel: Thank you Mr. Chairman. I beg to move under sub-rule (4) of the rule 269 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, an amendment that in the rule 165, in sub-rule (1), as amended on 26th February, 2013, for the word "nine", the word "twelve" and for the word "twelve", the word "fourteen" be substituted.

Mr. Chairman: The question is, whether the member has the leave of the House for amending the rules? Any objection to it?

(Pause)

Mr. Chairman: No, so, the member has the leave of the House. Now *Haji sahib*, you may move item No. 9.

Senator Haji Mohammad Adeel: Mr. Chairman, I propose that the amendment in sub-rule (1) of the rule 165 be taken into consideration.

جناب چیئرمین: اس پر کوئی بات تو نہیں کرنا چاہتا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: نہیں، جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: It has been moved that the proposed amendment in sub-rule (1) of the rule 165 be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Haji Mohammad Adeel may move item No. 10.

Senator Haji Mohammad Adeel: Thank you, Mr. Chairman. Again I move that the proposed amendment in the sub-rule (1) of the rule 165 be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the proposed amendment in sub-rule (1) of the rule 165 be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, the amendment is passed.

Senator Haji Mohammad Adeel: Thank you.

Mr. Chairman: We move on to item No. 6, regarding consideration of the following resolution moved by Mr. Muhammad Talha Mehmood on 28th January, 2013:-

"This House recommends that effective steps be taken to eradicate manufacturing and sale of spurious and substandard drugs in the country."

یہ resolution commenced ہے۔ خود mover بھی نہیں۔ Who would like to speak? اس پر کوئی بات کرنا چاہتا ہے؟ تو this is deferred. So, item No. 6 is deferred.

Resolution Regarding the Control of Environmental Pollution

Mr. Chairman: We move on to item No. 7 regarding consideration of the following resolution moved by Mr. Karim Ahmed Khawaja on 18th February, 2013:-

"This House recommends that the Government may take effective steps to control environmental pollution in ICT."

Yes, Karim Ahmed Khawaja *sahib*.

سینیٹر کریم احمد خواجہ: شکریہ، جناب چیئرمین! last sitting کے دوران میں نے آپ کے سامنے گزارش رکھی تھی کہ میں نے کسی اور طرح کا resolution پیش کیا تھا جبکہ چھپ کر یہ آیا تھا۔ جناب نے ruling دی تھی کہ میں ایک نیا resolution بنا کر لاؤں کیونکہ میں چاہ رہا تھا کہ میں پاکستان کے حوالے سے resolution پیش کروں۔ جناب چیئرمین صاحب! اٹھارھویں ترمیم میں پاکستان پیپلز پارٹی اور دوسری political parties کا major role ہے مگر چیئرمین صاحب! یہ جو environmental issue ہے یہ ساری دنیا کا issue ہے اور سارے پاکستان کا issue ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال رکھنا چاہتا ہوں کہ ایک ship میں لوگ جا رہے تھے۔ اس ship میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نے وہاں سوراخ کرنا شروع کیا تو ship ڈوبنا شروع ہوا۔ لوگوں نے اس کو کہا کہ بھئی آپ جو سوراخ کر رہے ہیں تو یہ ship ڈوب جائے گا۔ اس نے کہا کہ میں بیٹھا ہوا ہوں میری مرضی ہے تو لوگوں نے کہا کہ بھئی تمہاری مرضی نہیں ہے ship تو ڈوب جائے گا۔

جناب چیئرمین! environmental issue سارے پاکستان کا issue ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ سینیٹ وفاق کا ادارہ ہے اور federation کو represent کرتا ہے۔

Mr. Chairman: Khawaja *sahib*, I agree with you. آپ نے کہا کہ it should not be confined to ICT. Let's have a response from the concerned Ministry. جہانگیر بدر صاحب! Climate Change Ministry اس کو deal کرتی ہے۔ آپ ان سے comments لے لیں کہ ان کا کیا موقف ہے کیونکہ Environment Ministry تو ہے ہی نہیں۔ آپ ان سے معلوم کریں تو it can be taken up. جی خواجہ صاحب۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کروں گا۔ جس طرح provinces resolution pass کرکے National Assembly اور سینیٹ کو بھیجتے ہیں۔ وہ

ان کی مرضی ہے کہ National Assembly اور سینیٹ ان کو کتنا weightage دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ federation کا کام ہے اور یہ پاکستان کا issue ہے۔ اس میں کوئی breach of provincial autonomy نہیں ہے۔ میں نے یہ resolution بنایا تھا۔ جناب چیئرمین! میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں پھر آپ کی مرضی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جو provisions ہمارے rules میں ہیں کہ وہ اپنے resolutions بھیجتے ہیں National Assembly اور سینیٹ کو، اسی طرح یہ provision ہے کہ ہمارے resolutions بھی Provincial Assemblies کو جائیں۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جی، جی۔

جناب چیئرمین: ایسے provisions ہیں تو ذرا بتا دیں۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب چیئرمین! مجھے تو پتا نہیں ہے مگر resolutions آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو پھر we have to go by the rules. Government سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی، جہانگیر بدر صاحب! ڈاکٹر صاحب کا موقف ہے کہ جس طرح Provincial Assemblies اپنے resolutions بھیجتی ہیں National Assembly اور سینیٹ کو اسی طرح یہ resolution بھی take up ہو اور یہ resolution بھی Provincial Assemblies کو جانا چاہیے تو rules کے مطابق آپ بتا دیں

or have a consultation with the Parliamentary Affairs.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! میرے خیال میں یہاں پر منسٹر صاحب کو سنا جانا چاہیے he should give his point of view ان کی satisfaction ہو جائے گی۔ Pollution ختم کرنے میں کسی کو اعتراض ہو سکتا ہے؟ صوبائی اسمبلیوں کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آج منسٹر صاحب کو پھر آنا چاہیے تھا۔ ان کا یہ business تھا۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: ان کو کہا ہے شاید ابھی آجائیں۔ Message دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: ہم ان کا انتظار کریں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: نہیں، میں تو یہ نہیں کہتا لیکن میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اس میں position یہ ہے کہ the message has been conveyed to the Minister.

جناب چیئرمین: آپ بتا دیں should we have a discussion on this or not.

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے جو نیا resolution بنایا ہے اسے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں، اسے ہاؤس کا آپ حصہ بنا لیں debate اس کے بعد جو آپ کی مرضی ہے وہ کریں۔

"The House recommends that the Government may take effective step to implement the international obligation of Federal Government regarding global warming and control environment pollution in the country. The Federal Government may also direct the provincial governments to observe the international standard relating to trees plantation, disposal of waste, protection of sea, river, canal, creeks and lakes, protection of forests and control pollution of all types in the area according to the standard specified by United Nations."

Mr. Chairman: Dr. *sahib*, that is not on the Orders of the Day

جو آپ نے اپنا resolution پڑھا۔ اس کو پہلے Orders of the Day پر رکھا جاتا لیکن اب یا تو اسے drop کر دیں or you give a fresh notice of this resolution تاکہ concerned Minister پھر موجود ہوں۔ دیکھیں you are talking about altogether a different thing جو Orders of the Day پر موجود ہے اس سے بالکل آپ نے different thing کی ہے۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب! آپ کی آخری ruling اس پر ہے۔ جو Orders of the Day پر آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ میں نے یہ نہیں دیا تھا اور پھر آپ نے یہ ruling دی تھی کہ آپ اسے بنا دیں، میں نے اگلے ہی دن بنا کر سیکر ٹریٹ کو دے دی تھی۔ میرے پاس سیکر ٹریٹ کی ہر چیز لکھی موجود ہے، اب اگر یہ Orders of the Day پر نہیں تو آپ سیکر ٹریٹ والوں سے اس کے متعلق پوچھ سکتے ہیں۔ مگر میں کہہ رہا ہوں کہ جو میں نے پڑھا ہے اسے آپ ہاؤس کی property بنا دیں اس کے بعد آپ کی مرضی کہ next جب بھی اس کو لے لیا جائے۔ میری تو صرف اتنی گزارش ہے کہ یہ پاکستان کے حوالے سے بڑا اہم ہے۔ اس میں کوئی breach کا سوال نہیں ہے۔ ہم as a federation ایسی قرار داد provinces کو recommend کر سکتے ہیں۔ We represent federation in the Senate. یہ میری گزارش ہے اور اس میں پاکستان ہی بین الاقوامی سطح پر signatory ہے۔

Mr. Chairman: Dr. *sahib*, it is under process

جیسے مجھے بتلایا گیا ہے تو اگلے Private Members Day پر آپ کا یہ resolution آجائے گا in the meantime a notice should be given to the concerned Minister also. Let him respond also. آپ کا یہ resolution 27-02-2013 کو آیا تھا۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Now we are over with the agenda items. Yes, Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi *sahib*.

Points of Order

Massive Killings in Karachi

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman.

جناب! کل نماز کے وقت کراچی میں درندوں نے ایک مرتبہ پھر حملہ کیا ہے۔ ان درندوں نے نمازیوں کو target کیا اور پچاس کے قریب لوگوں کو شہید کیا گیا اور دو سو سے زائد زخمی کیے گئے، ان شہیدوں، زخمیوں میں بچے اور خواتین بھی ہیں۔ رہائشی فلائٹس بھی destroy ہوئے، دکانیں تباہ ہوئیں اور یہ سب کچھ عباس ٹاؤن کراچی میں ایک locality ہے وہاں پر ہوا۔ جس میں زیادہ تر شیعہ مسلم رہتے ہیں اور فطری

طور پر انہیں کو target کیا گیا جیسا کہ کوئٹہ، مستونگ اور کوہستان میں کیا جاتا ہے، لاہور میں باپ، بیٹے کو مارا جاتا ہے۔ کراچی میں روز so-called target killing میں مارے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! یہ چیف وہپ صاحب request کر رہے ہیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب! انہوں نے لفظ شیعہ مسلم کا لفظ استعمال کیا ہے، شیعہ تو مسلمان ہیں لہذا یہ لفظ اس سے نکال دیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: کیا آپ ان کو ہندو مسلم بنانا چاہتے ہیں؟ آپ انہیں ویسے ہی قتل کر رہے تو آپ ان کو کیا بنانے چاہتے ہیں۔ وہ مسلمان ہیں اور شیعہ ہیں جیسے دنیا میں باقی مسلمان ہیں ویسے ہیں۔ ان کا sect شیعہ ہے اور ان کو target کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ سیدھا سادہ شیعہ کمیونٹی کے اوپر attack تھا اور جتنے بھی لوگ مارے گئے ہیں وہ ایک ہی community کے ہیں اور یہ most unfortunate ہے کہ attacks تو ہو رہے ہیں اور ہر جگہ پاکستان میں ہو رہے ہیں مگر حکومت کا اتنا بڑا failure کسی جگہ پر نہیں دیکھا گیا۔ جیسے ہی حملہ ہوا اس کے بعد لوگوں نے اپنی مدد آپ کر کے زخمیوں کو اٹھایا، لاشوں کو اٹھایا اور ہسپتال پہنچایا اور وہاں پر کوئی پولیس تین گھنٹے تک نہیں پہنچی۔ ایک fire tender پہنچا اور اس میں بھی پانی کا پاور نہیں تھا کہ وہ دوسری منزل تک پہنچ سکے۔ لوگ flats میں جل کر مر گئے، debris دکھائی دی اور وہاں پر کسی قسم کے relief operation کے لیے کوئی نہیں پہنچا۔ اسی طرح bomb disposal squad وہ ڈیڑھ سے پونے دو گھنٹے بعد پہنچا اور وہاں پر کوئی بھی ان کو دیکھنے نہیں آیا، مدد تو کیا جناب! وہاں ان کے آنسو پونچھنے تک نہیں آیا۔ یہ سب کچھ بڑی بیدردی سے کیا گیا کیونکہ کراچی کی پولیس ہر تھانے سے VIPs' duties پر لگی ہوئی تھی، رینجرز بھی VIP duty پر لگی ہوئی تھی۔ یہ پورے کراچی والوں نے دیکھا اور پورے پاکستان نے دیکھا اور ہمارے بہادر میڈیا نے یہ سب کچھ highlight کیا اور وہ دکھاتے رہے۔ مجھے فخر ہے کہ اس موقع پر MQM and one of the organized organizations کے workers وہاں پر گئے، ان کے leaders بھی گئے، elected representatives گئے اور ان غریبوں کی مدد کی۔ ان کا کیا قصور تھا۔ کیا ان کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہے؟ اس پاکستان میں جتنی بھی خوبصورت قومیں بستی ہیں ان کو زندہ رہنے کا حق ہے، جتنے بھی مذہبی لوگ اس پاکستان میں رہتے ہیں ان

کو اپنا اپنا مذہب رکھنے کا حق ہے۔ کسی مذہب کے ساتھ اس قسم کا سلوک نہیں ہونا چاہیے، کسی کے مذہب کو نہ چھیڑو، اپنے مذہب کو نہ چھوڑو کی پالیسی پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ بھائی بھائی جب ایک دوسرے کا قتل عام کریں گے تو پاکستان میں disunity ہو جائے گی، آپ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ سب کو پتا ہے کہ یہ کون کر رہا ہے۔ سب کو پتا ہے کہ کون کون سی banned organizations ہیں اور وہ کہاں ہیں اور کس نام پر وہ کام کر رہے ہیں۔ اگر پولیس والے کو یہ پتا ہوتا ہے کہ کدھر جوا ہو رہا ہے اور کدھر غلط کام ہو رہا ہے اور بھتہ لینے کے لیے روز اپنے بندے کو بھیج دیتا ہے، اس کو یہ پتا نہیں کہ ڈیڑھ سو کلو گرام بارود لے کر علاقے میں کون آیا ہے۔ یہ قتل عام کب ختم ہو گا؟ کب ان درندوں کو روکا جائے گا؟ اور کب ساری political parties اپنا ایجنڈا چھوڑ کر، وفا چھوڑ کر اور اپنی اپنی خواہشیں چھوڑ کر پاکستان کو بچانے والے ایک point پر اکٹھے ہو جائیں گی کہ ہم نے دہشتگردی کو نامنظور کرنا ہے، ہم نے اس کو منظور نہیں کرنا ہے۔ ہم یہ نہیں ہونے دیں گے اور دہشگردوں کے خلاف ہم unite ہو جائیں گے اور ایک ہو کر ان کے خلاف action لیں گے مگر ہماری parties بکھری ہوئی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ امریکہ کی وجہ سے ہوا ہوا ہے، امریکہ کا عباس ٹاؤن کراچی سے کیا واسطہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ drone کی وجہ سے ہوا ہے، کراچی کے لوگوں کو مارنے کا drone کا کیا واسطہ ہے۔ یہ دہشتگرد مار رہے ہیں۔ یہ دہشتگردی ہے۔ یہ پاکستان کو توڑنے کی سازش ہے، یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ دشمنی ہے۔ اگر کوئی شیعہ، سنی، پنجابی، مہاجر اور کوئی بھی مارا جاتا ہے تو وہ پاکستانی ہے، وہ پاکستانی خون گرتا ہے اور ہم سب کو یہی سمجھنا چاہیے کہ اگر آج ہم یہ ظلم کسی قوم پر ہونے دیتے ہیں تو کل یہ ہمارے اوپر ہو گا کیونکہ یہ دنیا کی تاریخ ہے کہ جس نے بھی monster کو create کیا ہے، جس نے بھی monster کا ساتھ دیا ہے وہ monster ہمیشہ اسی پر turn ہوا ہے۔ اس نے ہمیشہ ان کے ساتھ بدتمیزی کی ہے، ہمیشہ وہ حشر کیا ہے کہ وہ پچھتایا ہے کہ میں نے یہ monster create کیا تھا۔ میں اس کراچی کی intelligence agencies کو اتنا ہی قصوروار ٹھہراتا ہوں جتنا دہشت گرد ہیں جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔ Complete failure of the intelligence agencies کراچی کی پولیس complete failure, کراچی میں رینجرز بالکل failure, Interior Ministry complete failure, Home Ministry complete failure اور ہم لوگ بھی اتنے ہی قصوروار ہیں جو لوگوں کو مرتے دیکھتے ہیں اور accept کر لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اپنے نہیں ہیں، پرائے ہیں۔ یار یہ لوگ ہیں، وہ لوگ ہیں، یہ وہ لوگ یا یہ لوگ نہیں ہیں، یہ پاکستانی ہیں، جو خون گر رہا ہے وہ پاکستانیوں کا گر رہا ہے۔ جب ہم یہ سمجھ لیں گے کہ آج وہ اور

کل ہم تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی میں کیا کہہ رہا ہوں، خدا کے لیے دہشت گردی کے خلاف اکٹھے ہو جائیں۔ حکومت کوئی political will دکھائے، حکومت کوئی vision دکھائے، حکومت کوئی strategy نکالے، انہوں نے ہماری عوام کو مرنے کے لیے کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ اس وقت پاکستانی عوام کے لیے صرف ایک چیز میسر ہے وہ موت ہے۔ کوئی چیز نہیں سوائے موت کے، اس کے کوئی آنسو پونچھنے والا نہیں ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کتنے پولیس والوں کو suspend کیا ہے؟ کتنوں کو dismiss from service کیا ہے؟ کتنے رینجر افسران کو dismiss کیا ہے؟ کتنے administration والوں کو آپ نے dismiss کیا ہے۔ بس جی پچاس شہید دفنائے گئے، اور سب خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہیں، پارٹیاں کررہے ہیں، موجیں کررہے ہیں، یہ کب تک ہوگا؟

(اس مرحلے پر سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی ایوان سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب، حمزہ صاحب میں نے دیکھا ہے، میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب والا! کراچی میں جو کل افسوس ناک سانحہ ہوا ہے، وہ یقیناً بہت دکھ والا ہے، افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگ اپنے گھروں تھے اور وہاں پر ان حملہ ہوا، گھروں میں معصوم بچے اور عورتیں جان بحق ہو گئیں۔ جناب والا! کرنل صاحب نے درست کہا کہ وہاں پر اکثریتی آبادی شیعہ بھائیوں کی ہے لیکن جو ہلاکتیں ہوئی ہیں اس میں تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ جب یہ واقعہ ہوا اور جتنے لوگ امداد کے لیے پہنچے اس میں بھی تمام مسلک کے لوگ تھے، مختلف فرقوں کے لوگ تھے، مختلف زبانیں بولنے والے لوگ تھے۔ ہمارے ملک میں ایک سازش ہو رہی ہے کہ کسی طرح شیعہ اور سنی کے آپس میں فسادات کرائے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس حقیقت کے کہ شیعہ برادری کو چن چن کر ٹارگٹ کیا جا رہا ہے لیکن ان کے بھی علمائے کرام اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے رہے۔ ہمارا ملک ابھی تک شیعہ سنی فسادات سے بچا ہوا ہے، اللہ کا بڑا کرم ہے۔ ایک چیز جو کرنل صاحب نے کہی اور میڈیا پر بھی دو تین جگہوں پر دیکھا کہ تاثر یہ دیا جا رہا ہے کہ پولیس کسی اور جگہ پر مصروف تھی، اس جگہ پر نہیں پہنچی۔ جناب والا! جو لوگ پولیس کے نظام کو سمجھتے ہیں وہ اس بات کو بخوبی سمجھیں گے کہ کراچی میں پانچ اضلاع ہیں، جس ضلع میں یہ واقعہ ہوا ہے وہ ڈسٹرکٹ East ہے اور اس جگہ سے کافی دور ہے جس تقریب کا حوالہ دیا جا رہا ہے، جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ کی

پولیس کبھی دوسرے ڈسٹرکٹ میں نہیں جاتی، اگر ایک ضلع کی پولیس کم پڑتی ہے تو reserve force منگوائی جاتی ہے، اس تاثر کو اب ختم ہونا چاہیے کہ پولیس وہاں پر موجود نہیں تھی کہیں اور تھی۔

جناب والا! کل ہم چیف منسٹر ہاؤس میں ایک میٹنگ میں مصروف تھے اور چیف منسٹر صاحب اس میٹنگ کو preside کر رہے تھے، اس واقعہ کی جب خبر آئی تو شروع میں تو یہی پتا چلا کہ دو یا تین آدمی مارے گئے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے فوری طور پر میٹنگ ختم کر دی، اس کے بعد وہ پورے process کو follow کرتے رہے اور health department کو، رینجرز کو، پولیس کو directives issue کرتے رہے۔ انہوں نے صدر صاحب کے حکم پر اسی وقت بیٹھے بیٹھے یہ بھی کہا کہ جو ہمارے بھائی شہید ہوئے ہیں ان کو پندرہ لاکھ اور جو زخمی ہوئے ہیں دس لاکھ روپے دیں گے ان کا علاج بھی کروائیں گے اور ان کو گھر بھی بنا کر دیں گے۔ حکومت کے بس میں جو بھی ہے وہ کر رہی ہے لیکن اس قسم کے دہشت گردی کے واقعات کو مکمل طور پر روک لینا میں سمجھتا ہوں کسی بھی حکومت کے بس میں نہیں ہے۔

جناب والا! ایک اور اہم چیز ہے کہ پچھلے دنوں ہماری عدالت نے یہ حکم جاری کیا کہ کراچی میں جو پولیس افسران ہیں، جن کے نام مختلف FIR's میں درج ہیں، ان کو suspend کیا جائے، ان کی جہاں جہاں تعیناتی ہے وہاں سے ان کو ہٹایا جائے۔ سپریم کورٹ کے حکم پر بارہ سو پولیس افسران اور سپاہی مختلف علاقوں سے suspend ہوئے ہیں اور ان کی جہاں پر posting تھی ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جناب والا! ایک چیز بہت عام ہے، کراچی میں بھی ہے اور جگہوں پر بھی ہو گی کہ جو criminal gangs ہوتے ہیں انہوں نے وکلاء کے پینل بنائے ہوئے ہوتے ہیں، اگر ان کے ہاں کوئی raid ہو جائے، ان کے ہاں کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو وہ پہلے ہی دن ان پولیس افسران کے خلاف کسی نہ کسی مقدمے میں FIR کٹوا دیتے ہیں۔ اگر FIR درج ہونے کی بنیاد پر سپریم کورٹ یہ فیصلہ جاری کر دے کہ انہیں suspend کردو، ہٹا دو تو اب یہ ہوگا کہ وہ پولیس افسران ان criminals کے پاس جائیں گے، ان سے معافیاں مانگیں گے، کان پکڑیں گے اور ان سے کہیں گے ہمارے باپ دادا کی توبہ جو آئندہ ہم تمہارے پیچھے آئے، ہماری ان FIRs سے جان چھڑاؤ تاکہ ہم پولیس میں اپنا suspension ختم کروائیں اور نوکری کر سکیں۔ جناب! اس سے پہلے جو پولیس افسران کو promotions دیئے گئے، ان کے promotions واپس کرنے کی بات کی گئی، وہ پولیس افسران جو بڑی دلیری سے دہشت گردوں کا مقابلہ کر رہے ہیں، ان کو گرفتار کر رہے ہیں، ان کے نیٹ ورک کو توڑ رہے ہیں، ان لوگوں کو مختلف

حکومتوں نے promotions دیئے تھے۔ سپریم کورٹ نے کہہ دیا promotion واپس کیجیئے، ہم اس پولیس فورس کو، جس کو ہم دہشت گردوں سے لڑانا چاہتے ہیں، جن کے ذریعے ہم دہشت گردوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اس پولیس کو ہم خود demoralize کر رہے ہیں۔ ان کے حوصلے پست کر رہے ہیں، بجائے اس کے کہ ہم ان کو encourage کریں، ان کو حوصلہ دیں کہ وہ دہشت گردوں کا مقابلہ کریں، ہم انہیں یہ سبق دے رہے ہیں کہ اگر تمہارا نام FIR میں ہوگا تو تمہاری نوکری بھی جائے گی، تمہاری posting بھی جائے گی۔ اس پر بھی ہماری عدالتوں کو بھی تھوڑا سا غور کرنا چاہیے اگر وہ دہشت گردوں کو سزا نہیں دے سکتے تو کم از کم پولیس اہلکاروں کو تو demoralize نہ کریں تاکہ ان دہشت گردوں کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب والا! میں پچھلے ہفتے اس issue پر بات کرنا چاہ رہا تھا، بڑی اہم بات ہے اور مجھے موقع نہیں مل سکا۔ جناب والا! پچھلے ہفتے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ صاحب نے مسلم کمرشل بنک جس کا پہلے کوئی اور نام تھا اب اس کا نام MCB ہے، ان کے ساتھ ایک agreement کیا ہے۔ معاہدہ یہ ہوا ہے کہ تمام جج صاحبان کو جو پنجاب میں تعینات ہیں، ان کو MCB رعایتی قیمتوں پر گاڑیاں lease پر دے گا۔ بڑی عجیب بات یہ ہے، میرا MCB سے تعلق رہا ہے، مجھے پتا ہے وہ کس قسم کے بدمعاش لوگ ہیں، وہ اتنی frivolous litigation کرواتے ہیں، اتنے جھوٹے کیس بنواتے ہیں، آج بھی اگر آپ ریکارڈ منگوائیں تو ہزاروں کیس ایسے ہوں گے جس میں MCB فریق ہوگا۔ اب اگر وہ جج صاحبان جن کے سامنے MCB کے cases لگتے ہیں-----

(اس مرحلے پر سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی walk out ختم کر کے ایوان میں واپس آئے)

سینیٹر سعید غنی: جن کے سامنے MCB کے cases لگتے ہیں ان کو MCB رعایتی نرخوں پر گاڑیاں lease کر کے دے گا۔ leasing cases میں defaulter بھی بہت ہوتے ہیں اگر وہ default ہو گئے تو وہ بنک کس عدالت میں جائے گا کہ ہماری recovery کرواؤ، وہ کس کے پاس جا کر رونا روئے گا کہ جو میرے پیسے ڈوب گئے ہیں وہ چھڑاؤ۔ جناب والا! یہ ججوں کو خریدنے کی کوشش ہے۔ چیف جسٹس صاحب جو روزانہ بیٹھ کر ہمیں درس دیتے ہیں کہ پارلیمنٹ اپنی حدود میں رہے، آئین میں رہے، اصولوں پر رہے وہ پتا نہیں کیا کیا چیزیں کہتے رہتے ہیں، خود جو یہ کام کر رہے ہیں یہ کس قانون اور

آئین کے تحت جائز ہے کہ وہ کسی ایک ادارے کے ساتھ معاہدہ کریں اور اس ادارے کے cases میں وہ کس طرح انصاف کر پائیں گے۔ جناب والا! میں سینیٹ کے اجلاس کے توسط سے، آپ کے توسط سے محترم جج صاحبان سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا، خدارا اگر آپ ہم پر اتنی سختیاں اور پابندی ناجائز طریقے سے لگاتے ہو تو کم از کم جائز پابندیاں اپنے اوپر بھی لاگو کرو۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی فرحت اللہ بابر صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! آپ کے حکم کے مطابق ہم صحافی بھائیوں کے پاس پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر گئے، سینیٹر محسن لغاری صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے۔ میں نے ان کو بتا دیا کہ چیئرمین صاحب نے Leader of the House سے کہا ہے کہ وہ وزیر اطلاعات کو بلائیں اور ان سے floor of the House پر commitment لے لیں کہ جو حکومت نے وعدے کئے تھے وہ کیوں پورے نہیں ہوئے اور وہ کب ان کو پورا کریں گے۔ دوسرا یہ کہ جو صحافی حضرات گزشتہ دس سالوں کے دوران مارے گئے ہیں ان کے بارے میں بھی میں ان کو بتایا۔ ہم وزیر خزانہ صاحب کو بھی لے کر گئے تھے اور اس لیے لے کر گئے تھے کہ پیسہ، جس کا حکومت نے وعدہ کیا تھا وہ بالآخر وزارت خزانہ نے ہی release کرنا ہے۔ وہاں پر وزیر خزانہ صاحب نے بھی ان کو یقین دہانی کرائی کہ اگر میرے پاس یہ کیس کل یا پرسوں وزیراعظم کے اعلانات کے مطابق لایا جائے تو میں بغیر کسی تاخیر کے یہ رقوم release کردوں گا۔ اس یقین دہانی کے بعد ہمارے صحافی بھائیوں نے ہڑتال ختم کردی، میں ان کا شکر گزار ہوں، وہ گیلری میں واپس آگئے ہیں۔ میں سینیٹر محسن لغاری صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ وہ گئے اور انہوں نے صحافیوں کو یہ باور کرایا۔

جناب چیئرمین! اب میری گزارش یہ ہوگی کہ وزیر خزانہ کے اعلان کے بعد اور آپ کی ruling کے بعد کل تک یہ سمری وزیر اطلاعات سے وزارت خزانہ کو چلی جانی چاہیے، قائد ایوان سے کہا جائے کہ وہ وزیر اطلاعات کو یہ پیغام پہنچا دیں تاکہ سمری وزیر خزانہ کے پاس جائے اور وہ ان رقوم کو release کردیں۔

جناب چیئرمین: جی Leader of the House موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: تعمیل ہوجائے گی۔

Mr. Chairman: You are not Leader of the House. That procedure is over on his behalf.

چیف وہیپ صاحب قائد ایوان سے کہیں کہ جو باتیں فرحت اللہ بابر صاحب نے جو messageصحافی بھائیوں کوconvey کیا ہے وہ وزیر اطلاعات کوconvey کریں اور اس میں جو پیش رفت ہونی چاہیے اس کے لیے آپ کوشش بھی کریں۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! کل کے واقعے کے بارے میں مشہدی صاحب نے بات کی جس پر پورا ملک سوگوار بھی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آج کے اجلاس میں اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اور تمام rules کو suspend کرتے adjournment motion کے لیے کوئی مانع نہیں ہے کہ اس پر بات نہ ہوسکے، تمام باتوں کو روک کر اس بات پر بات کی جائے۔ پچھلے پانچ سال کی میں اس لیے بات کر رہا ہوں کہ یہاں ایک جمہوری حکومت رہی ہے، اس سے پچھلے پانچ یا سات سال کیا ہوتا رہا ہے۔ ایک بار پھر کراچی میں بارود کی، لاشوں کی، آگ کی، لوتھڑوں کی، انسانی جانوں کی، میں مرغیوں کی بات نہیں کر رہا، انسانی جانوں کی، گھروں کے گھر لٹ گئے، گھروں کے گھر آج سوگوار پڑے ہوئے ہیں اور جس طرح مشہدی صاحب نے حکومت کے بارے میں کہا وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت اور جاتی ہوئی الوداعی حکومت، انہوں نے بقول سعید غنی صاحب کے جو لاش کا rate کھولا وہ پندرہ سے بیس لاکھ کا، زخمی کا دس لاکھ کا۔ جناب چیئرمین! اس سے بڑا افسوس، اس سے بڑا failure حکومت کے failure سے بات اب آگے نکل گئی ہے۔ حکومت تو فیل ہو ہی گئی ہے، حکومت تو اب گھروں کو جانے والی ہے۔ جناب چیئرمین! ہم من حیث القوم فیل ہوگئے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس قدر ظلم، اس قدر بے دردی، بڑی دیر تک لوگ دیکھتے رہے، جس طرح ہمارے کراچی کے معزز اراکین نے کہا کہ وہاں پر کوئی پولیس، کوئی رینجر، کوئی امدادی سرگرمیاں نہیں تھیں۔ جناب والا! اگر سیاسی جماعتوں نے ملک کو اس طرح چلانا ہے، اگر حکومتی اداروں نے کچھ لوگوں کو جینے کا حق دینا ہے اور کچھ لوگوں کو جینے کا حق نہیں دینا، جن کو وہ نہیں دینا چاہتے، جن کے چہرے ان کو پسند نہیں، جن کے عقیدے ان کو پسند نہیں تو مہربانی کرکے ایک دفعہ ان کی لسٹ بنا کر ملک سے باہر نکال دیا جائے، کم از کم ان کی جانیں تو بچ جائیں گی۔ ایسی حکومت، ایسا آئین، ایسی پارلیمنٹ، ایسا قانون جو انسان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت نہ کر سکے، میں سمجھتا ہوں اسے کسی بارود یا گولی سے نہیں شرم سے مر جانا چاہیے، جو ہم نہیں مر

رہے۔ پتا نہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ پتا نہیں اس ملک پر کیا عذاب آنا ہے، کب آنا ہے، کیسے آنا ہے اور شاید اس سے بھی شدید ترین عذاب ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہماری تو آوازیں چیخوں کی طرح اس ہال کی دیواروں کے ساتھ لگ کر لوٹ آتی ہیں، ہم پھر اس کو واپس لے کر چلے جاتے ہیں لیکن یہاں پر کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اٹھارہ کروڑ عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! کیا وقت کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ لوگ، ادارے، تنظیمیں سیکورٹی کونسل کا رخ کریں، United Nations کا رخ کریں۔ اقوام متحدہ کو آواز دیں کہ آؤ خدارا! ہمیں بچا لو۔ جناب چیئرمین اس کا کوئی راستہ نکالیں۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کی جائے اور اس کو adjournment motion کے طور پر discuss کریں تا کہ کل کے دن اور آج کے دن اس پر سیر حاصل گفتگو ہو سکے اور جاتے جاتے حکومت اپنا contribution کر جائے۔ ہماری حکومت کے ایک معزز رکن سعید غنی صاحب کو اتنا افسوس نہیں ہوا، ان کو زیادہ افسوس سپریم کورٹ پر ہوا ہے۔ سپریم کورٹ کا وہ کوئی نہ کوئی فیصلہ نکال لاتے ہیں اور کہتے ہیں سپریم کورٹ نے یہ کر دیا۔ ان کی سوئی supreme appellate forum ہے، سپریم کورٹ کو چیک کرنے کا، کرتے رہیں، بھلے کرتے رہیں۔ جناب چیئرمین! اپنی اپنی سیاست، اپنے اپنے خدشات، اپنے اپنے حملے یہ ہوتے رہیں گے لیکن انسانی جان کو بچانے کے لیے کم از کم ایک سیر حاصل، ایک بڑا ہاؤس ہے، کوئی اپنی suggestion کوئی اپنی out put دے جائیں تا کہ لکھنے والا مورخ، جو زندہ لاشیں ہیں، دو سو کے قریب افراد موت کے انتظار میں، موت کے بستر پر پڑے ہوئے ہیں۔ ایک واقعہ ہوتا ہے دوسرے واقعے کو بھول جاتے ہیں۔ جب دوسرا واقعہ ہوتا ہے تو پہلے کو بھول جاتے ہیں کیونکہ دوسرے واقعے میں اس سے بھی زیادہ شدت ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! میری درخواست ہو گی کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے اور اسے adjournment motion کے طور پر لیں اور کل کے بارے میں بھی میری یہی درخواست Leader of the House and Leader of the Opposition سے ہے کہ باقی تمام کارروائی کو روک کر اس پر بات کی جائے۔ اس کا کوئی حل نکالا جائے، اتنے بڑے بڑے سر بیٹھے ہوئے ہیں، 104 سر اس ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ تو بتائیں، دنیا کو بتائیں، قوم کو بتائیں، اداروں کو بتائیں کہ ہم کر کیا رہے ہیں، کرنا کیا چاہتے ہیں، اس کے لیے ہمارے پاس حل کیا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: مولانا غفور حیدری صاحب کراچی کے شہداء کے لیے دعائے مغفرت بھی کریں اور جو زخمی ہیں ان کی صحت یابی کے لیے بھی دعا کر دیں۔

(اس مرحلے پر سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کراچی کے شہداء اور زخمیوں کے لیے دعا کروائی)

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کراچی کے واقعات پر سینیٹ کے معزز ممبران اظہار خیال فرما رہے تھے اور آپ کی توجہ ان افسوسناک اور اندوہناک واقعات کی طرف مبذول کروا رہے تھے۔ وہ اس کے ساتھ حکومت کی صلاحیت اور اس کی writ کے حوالے سے بھی گفتگو کر رہے تھے۔ کراچی ایک عرصے سے مسلسل غم میں ڈوبا ہوا ہے جس کے اثرات پورے ملک پر مرتب ہو رہے ہیں۔ کل کے واقعے سے قبل بیس، پچیس افراد روزانہ اور مسلسل شہید کیے جا رہے تھے۔ میں ان سب کو اس لیے شہید کہتا ہوں کیونکہ میری نظر میں ان میں ننانوے فیصد لوگ ایسے ہیں جو بالکل بے گناہ ہیں اور ان کا فرقہ واریت، تشدد، تعصب اور دہشت سے گردی سے تعلق نہیں ہے لیکن وہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ ان مرنے والوں میں بڑے جید علماء طلباء اہل تشیع اور اہل تسنن کے لوگ بھی ہیں۔ وہ عام مسلمان ہیں جن کی مذہبی طور پر تشدد کی کوئی سوچ نہیں ہے۔ بڑے بڑے لوگ، ڈاکٹر اور صحافی قتل ہو رہے ہیں۔ اس سے قبل کوئٹہ میں اس قسم کے اندوہناک واقعات رونما ہوئے۔ کوئٹہ کے واقعات کے سدباب کے لیے تو اس کا علاج گورنر راج میں تلاش کیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ سلسلہ نہیں رکا اور اب تک تسلسل کے ساتھ واقعات ہو رہے ہیں۔ کل کے کراچی کے واقعے نے پورے ملک کو ہلا دیا ہے اور پوری قوم غم و اندوہ میں مبتلا اور اس واقعے پر افسردہ ہے۔ قوم حکومت سے سوال کر رہی ہے کہ حکومتی ادارے کہاں ہیں؟ رینجرز جن پر صوبائی بجٹ سے ارب ہا روپے خرچ کیے جا رہے ہیں، وہ کہاں ہیں؟ ہمارے security and intelligence کے دیگر ادارے کہاں ہیں؟ ہماری صوبائی اور وفاقی حکومتیں کہاں ہیں؟ رحمٰن ملک صاحب خطرات سے آگاہ کر کے پوری قوم کو خوفزدہ تو کرتے ہیں لیکن اس کا علاج پیش نہیں کر سکے۔ بہرحال کل کے واقعات حکومت کے لیے ایک سوالیہ نشان ہیں کہ کیا پورے ملک اور بالخصوص کراچی میں حکومت کی writ ختم ہو گئی ہے؟ کیا صوبائی حکومت میں صلاحیت نہیں کہ وہ صوبے میں امن قائم کرے یا ایسے جرائم پیشہ افراد پر نظر رکھے اور ان کو گرفت میں لائے؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکومتی writ بالکل ختم ہو چکی ہے اور اس میں امن امان قائم کرنے کی صلاحیت نہیں رہی اور مسلسل واقعات کا ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے۔

جناب چیئرمین! حکومت چند دن کی مہمان ہے لیکن کم از کم جاتے جاتے ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہو، اس کے لیے مناسب اقدامات کرے۔ اگر حکومت میں صلاحیت موجود ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات جو تسلسل سے ہو رہے ہیں، حکومت میں اب وہ صلاحیت نہیں رہی اس لیے ملک میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! صرف امن امان کا مسئلہ نہیں ہے، ہمارے ملک کے ادارے damage ہو رہے ہیں۔ آپ ریلوے، واپڈا، پی آئی اے یا economy کو دیکھیں، قرضے لے کر بجٹ بنایا جاتا ہے اور قرض لے کر ملک چلا رہے ہیں۔ گھر بیٹھے ہی ہم پر قرضہ بڑھتا جا رہا ہے کیونکہ روپے کی قدر میں کمی اور ڈالر کی قدر میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر ڈالر کی قدر میں پانچ روپے کا اضافہ ہوتا ہے تو گھر بیٹھے ہی ہمارے قرض میں بھی بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان ساری چیزوں کی صورتحال ایسی ہی ہے اور کسی ملک کے ادارے اس طرح سے دیوالیہ ہو جائیں تو اس ملک یا ریاست کی سلامتی کا سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ آیا اس ریاست نے آگے چلنا اور رہنا بھی ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کی صورتحال کے حوالے سے یہاں پر ظفر علی شاہ صاحب نے بات کی کہ کل کو لوگ اقوام متحدہ یا کہیں جائیں گے، بلوچستان کے لوگ تو جا چکے ہیں۔ وہ تو وہاں پر چیختے چلاتے اپنی مظلومیت کی آواز بلند کر رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں مسخ شدہ لاشیں مسلسل مل رہی ہیں۔ گورنر راج کے باوجود بدستور یہ سلسلہ جاری ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بات درست ہے کہ کل کو کراچی، پنجاب اور خیبر پختونخوا سے بھی یہ آواز آسکتی ہے، اس لیے بہت ضروری ہے کہ اس مسئلے کا حل تلاش کیا جائے۔ صحافی بھی مسلسل قتل ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ رکنے کا نام نہیں لے رہا۔ ملک ممتاز، محمود آفریدی اور ماضی میں بہت سے صحافی حق و صداقت کا پرچم بلند کرتے اور قلم کی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے قوم کے سامنے حقائق رکھتے رہے ہیں لیکن ان کا بھی مسلسل قتل ہو رہا ہے۔ ابھی جب ہم آرہے تھے تو وہ صحافی جو آپ کے ایک ادارے سے منسلک ہیں، اگرچہ یہاں کہا گیا کہ ان کے مسئلے کو حل کیا جا رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کو طفل تسلیاں دی جا رہی ہیں اور اب تک ان کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ حکومت جاتے جاتے یہ کار خیر انجام دے کر ان صحافیوں کا مسئلہ حل کرے۔ میں اور میری جماعت کراچی میں کل جو واقعہ ہوا ہے، صحافیوں کا پے در پے قتل ہے یا ان کی تنخواہ اور مراعات جن کی آج تک ادائیگی نہیں کی گئی، اس وجہ سے ہم ایوان سے walk out کرتے ہیں۔ میں آپ سے پھر گزارش کروں گا کہ ان مسائل پر توجہ دی جائے ورنہ مجھے ملک کی سلامتی خطرے میں نظر آرہی ہے۔

(اس موقع پر سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری ایوان سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج صبح ایک بہت senior MNA کارکن، پارٹی عہدیدار اور ملک بھر میں سیاست اور خواتین کے حوالے سے بہت ہی اچھی شہرت رکھنے والی خاتون مہرالنسا آفریدی انتقال کر گئیں۔ ان کا انتقال نہ صرف پیپلز پارٹی بلکہ اس ملک کی جمہوری سیاست کے لیے اور خصوصاً خواتین کے لیے ایک المیہ ہے۔ میں اپنی اور اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے ان کی وفات پر تہہ دل سے تعزیت کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو صبر عطا فرمائے۔

جناب چیئرمین: مہرالنسا sitting MNA تھیں۔ ان کا آج انتقال ہو گیا ہے اس لیے ان کے لیے فاتحہ کر لی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب چیئرمین: نسیمہ احسان صاحبہ۔

The Affectees of Mirani Dam

سینیٹر نسیمہ احسان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کراچی میں کل جو واقعہ ہوا، ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ایک بار پھر میں میرانی ڈیم کے متاثرین کے بارے میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ میں جس نکتے پر بات کرنا چاہتی ہوں، اس سے پہلے بھی، میں نے کئی دفعہ اس مسئلے کی، اسی floor پر نشاندہی کرائی۔ میرانی ڈیم متاثرین ایک مرتبہ پھر واپڈا ہاؤس لاہور میں بھوک ہڑتالی کیمپ لگانے پر مجبور ہوئے اور وہاں واپڈا حکام نے انہیں یہ بتایا کہ میرانی ڈیم متاثرین کا case, Planning Commission کے پاس بھجوا دیا گیا ہے۔ یہاں Planning Commission میں میرانی ڈیم متاثرین جب نصیر گیلانی جو کہ Water Chief ہے، سے ملاقات کرنے گئے اور ان سے ملاقات کی تو حسب معمول، جیسا کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ دوسرے درجے کے شہری ہونے کا برتاؤ کیا جاتا ہے، ان کے ساتھ وہی کیا گیا۔ میرانی ڈیم متاثرین کے وفد کے ساتھ انتہائی متعصب اور توہین آمیز رویہ اختیار کیا گیا اور اس افسر نے یہ بھی کہا کہ میرانی ڈیم متاثرین کو کبھی معاوضہ نہیں مل سکتا بلکہ یہ بھی کہا کہ آپ لے کر دکھائیں۔
جناب چیئرمین! ہم آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ruling دیں کہ نصیر گیلانی جیسے غیر ذمہ دار افسران کی سرزنش کی جائے اور اس کو Standing Committee for Water and

Power یا استحقاق کمیٹی میں بلوایا جائے اور اس سے بازپرس کی جائے۔ یہ تباہی جو آئی، ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ یہ قدرتی تباہی نہیں تھی لیکن یہ آفت NESPAK اور واپڈا کی غلط designing کی وجہ سے آئی۔ میں آپ سے یہ عرض کرتی ہوں کہ تمام میرانی ڈیم متاثرین کو ان کا معاوضہ دیا جائے کیونکہ اس تباہی میں ان کے مال مویشی، گھر وغیرہ سب کچھ تباہ ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے موجودہ وزیراعظم صاحب جب first time اس ایوان میں آئے تو اس وقت میں نے ان سے بھی میرانی ڈیم متاثرین کے بارے میں عرض کی تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ میں بھول گیا ہوں۔ جناب والا، اب آپ بتائیں کہ متاثرین میرانی ڈیم کیا کریں۔ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے ایسا نہ ہو کہ ہم پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے بیٹھ کر احتجاجی کیمپ لگائیں تو اس سے پہلے آپ اس مسئلے کو سنجیدگی سے حل کرائیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: اسلام الدین شیخ صاحب! نسیمہ احسان صاحبہ نے میرانی ڈیم متاثرین کا جو issue raise کیا، آپ Minister for Water and Power سے بات کریں اور ان سے بھی آپ coordinate کریں اور ان کو facilitate کریں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جی بالکل اس کو کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری honourable colleague نے جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ مسئلہ بارہا اٹھایا گیا اور جس طرح اس مسئلے کو treat کیا گیا ہے میں نہیں سمجھتی کہ کوئی اتنا غیر سنجیدہ بھی ہو گا۔ یہ مسئلہ وزیراعظم کے سامنے، اس معزز ایوان کے سامنے اور پھر publicly بھی اٹھایا گیا اور یہ ان کا right بنتا ہے۔ میری آج Chair سے request ہو گی کہ kindly House کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس مسئلے کو دیکھے۔

جناب چیئرمین! بیوروکریسی کے ایسے tactics ہیں اور وہ لوگ بیس مرتبہ ان لوگوں کو چکر لگوا چکے ہیں۔ کہاں میرانی ڈیم اور کہاں لاہور! وہ لوگ کئی مرتبہ وہاں پر گئے ہیں اور آج تک وہ مسئلہ pending ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس House میں متعلقہ لوگوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی آپ کو ایک ماہ کے اندر رپورٹ کرے کہ what is the real issue. جناب چیئرمین! میں اب کراچی والے مسئلے کی طرف آؤں گی۔ کراچی کا مسئلہ no doubt ایک انتہائی افسوس ناک بات

ہے۔ یہ تو ہم سمجھتے ہیں کہ گوادر اور آپ کی جو ایران سے گیس پائپ لائن آرہی ہے یہ مسئلہ کسی عام آدمی کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ ان لوگوں کا ہے جو بڑی بڑی قوتیں یہ کروا رہی ہیں اور ہم کیوں نہیں سمجھتے اور ہم نے تو کبھی یہ کوشش نہیں کی۔میں تو یہ کہتی ہوں کہ ہم صرف مسلمان ہوں تو یہ بھی بڑی بات ہے۔ آپ خود سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ ہمارے ساتھ بیٹھنے والا کون ہے، کس مذہب، کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔جناب چیئرمین! جو کچھ کراچی میں ہو رہا ہے یا جو کچھ کوئٹہ میں ہوا ہے ، میں تو کوئٹہ کی ہزارہ برادری کو سلام کرتی ہوں کہ جو اپنی لاشیں لے کر منفی 12 temperature میں بیٹھے رہے اور پھر بھی انہوں نے بڑے تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اگر وہ وہاں پر جواب میں کچھ کرتے تو پھر civil war شروع ہو جاتی۔ پھر اس civil war کو روکنے والا کون ہوتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ وقت ہے ، میں نے پہلے بھی اس ایوان میں عرض کیا کہ ہم اپنے تمام علماء کرام کو ، تمام مسلمان اہل علم وفکر کو، Government stakeholders ان تمام لوگوں کو فوج کو، ایف سی کو on board لیں اور یہ جو اتنے بڑے بڑے واقعات ہو رہے ہیں کہ ایک ایک دن میں سو سو لوگوں کا شہید ہوجانا، ان کے گھروں پر کیا گزرتی ہوگی یہ تو وہی جانتے ہوں گے۔

جناب چیئرمین!میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جو کچھ ہے یہ Law and Order کی situation تو ضرور ہے مگر یہ ایک ایسی صورت حال create کی جا رہی ہے جو لوگوں کے درمیان فرقہ واریت کو ہوا دے رہی ہے۔ اگر ہم لوگوں نے آج اس کو نہ روکا تو کل خدا نہ کرے کہ ایسا دن آئے کہ بین الاقوامی سطح پر ہمیں کہا جائے گا کہ آپ اس قابل نہیں ہیں کہ آپ اپنے assets کو سنبھال سکیں۔ لوگوں کی نظریں ہمارے اثاثوں پر ہیں وہی یقیناً ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ پھر دوسرا ہمارے پاس گوادر ہے اور تیسرا ہم نے ایران کے ساتھ گیس کا جو معاہدہ کیا ہے یہ سب کے سامنے ہیں۔ جناب والا، جو کراچی کی صورت حال ہے کوئٹہ کی حالت بالکل ایسی ہی تھی وہاں اس وقت گورنر راج لگانے کا فیصلہ کیا گیا تو کیا BNP Awami آج یہ کہہ سکتی ہے یا مجھے کہنے کا حق ہے کہ جو صورت حال آج کراچی میں ابتر اور خراب ہے تو وہاں پر بھی کوئی راج لگا دیں، گورنر راج لگا دیں۔ بی این پی عوامی آج مطالبہ کرتی ہے کہ جو کچھ بلوچستان میں تھا اس سے زیادہ تو کراچی میں ہے۔روزانہ تیس لاشیں تحفے میں ملتی ہیں تو پھر یہ سمجھیں کہ وہاں پر جو لوگ حکومت میں بیٹھے ہیں، ان کی نااہلی ہے تو پھر وہاں بھی گورنر راج لگا دیا جائے۔شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: مختار دھامرا صاحب۔

سینیٹر مختار دھامرا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بھی کراچی کے مسئلے پر بات کروں گا۔مجھے ان تمام خاندانوں سے نہایت ہی ہمدردی ہےاور میں دعا گوہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔جناب چیئرمین! اس واقعہ میں جو انسانیت کے روپ میں درندے ملوث ہیں میرے خیال میں وہ تو مسلمان نہیں ہیں بلکہ وہ انسانیت سے بھی محروم درندے ہیں جو اس ملک میں بے گناہوں کا خون بہانے کی سازش میں مصروف ہیں یقیناً ایک تو target killing ہوتی ہے، کسی کو کسی سے اختلاف ہوتا ہے مگر اس طرح کے bomb blast کرنا جس میں نہ صرف ایک فرقے کو نشانہ بنایا جاتا ہے مگر اس bomb blast میں کئی راہ گیر اور دوسرے لوگ بھی شہید ہوتے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ شیعہ فرقے کے علماء کرام کے کردار کو بھی ادھر بحث میں لانا چاہیے کہ ان کا صبر و تحمل قابل ستائش ہے۔ کراچی میں درندے عوام کو ایک آگ میں دھکیلنے کی کوشش کررہے ہیں وہ اپنی سازشوں میں مسلسل ناکام ہورہے ہیں۔ کوئٹہ ہو یا کراچی، مسلسل ایک ہی فرقے کو target کرکے نشانہ بنایا جارہا ہے جب کہ ان کے علماء کرام کی جانب سے جس تحمل کا مظاہرہ کیا جارہا ہے ، ہمیں ان کو بھی appreciate کرنا چاہیے۔دہشت گردی جس کو کہا جارہا ہے کہ شاید اس حکومت میں ان دہشت گردوں کو اپنی کارروائیاں کرنے کا زیادہ موقع ملا ہے تو جناب چیئرمین! اس دہشت گردی کی بھینٹ یا اس کا نشانہ خود میری پارٹی کے وہ بے گناہ کارکن جو کراچی میں سانحہ کارساز کا شکار ہوئے، کیا وہ بھی ہماری پارٹی کا قصور تھا؟ میرے خیال میں دہشت گردی، دہشت گردی ہوتی ہے، ہمیں اس کی مذمت کرنی چاہیے اور اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ آج اگر ایک صوبے کے حالات خراب ہیں تو بقایا صوبے اس سے محفوظ ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پورے ملک کی حفاظت فرمائے۔

جناب چیئرمین! میں صرف ایک بات کھوں گا کہ پنجاب میں بھی سری لنکن ٹیم پر حملہ ہوا تھا، اس میں کچھ لوگ گرفتار ہوئے تھے مگر وہ رہا کیسے ہوگئے، اس بات پر بھی ہمیں غور وفکر کرنا چاہیے۔ میں معزز رکن، ظفر علی شاہ صاحب کے ایک لفظ پر بات کروں گا، انہوں نے سعید غنی صاحب کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ دس لاکھ یا پندرہ لاکھ کسی خون کا 'ریٹ' مقرر کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں شہید ہونے والے افراد کے بچوں کے لیے جو امداد دی جاتی ہے، اس کو 'ریٹ' کے لفظ سے موسوم نہ کیا جائے کیونکہ 'ریٹ' خرید و فروخت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کیا یہ لوگ خود شہید ہورہے ہیں کہ ہمیں یہ

دس یا پندرہ لاکھ 'ریٹ' ملے؟ لہٰذا، 'ریٹ' نہ کہا جائے بلکہ ان سے ہمدردی کی جائے۔ مجھے پاکستان میں ہونے والی تمام دہشت گردی کا شکار ہونے والے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی ہے۔ انسانیت کے دشمنوں کے خلاف ہم سب کو اکٹھے ہو کر جنگ لڑنا پڑے گی۔

جناب چیئرمین: جناب شاہی سید صاحب۔

سینیٹر شاہی سید: میں کابینہ ڈویژن، فنانس ڈویژن اور AGPR کے بارے میں تھوڑی سی عرض کروں گا۔ مجھے اپنے ایک کروڑ روپے کے ترقیاتی فنڈ کے لیے بھی جو کہ حکومت یا اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے تمام ارکان کو ملتا ہے، کافی خواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں نے اپنے علاقے کے لیے سکیمیں دی تھیں لیکن ان کے لیے فنڈ release نہیں ہو رہا۔ کئی مرتبہ حکومت کی طرف سے کہا گیا کہ فنڈ ختم ہو گئے ہیں۔ کئی جگہ سے ایسی خبریں آرہی ہیں کہ 21 ارب روپے گوجر خان چلے گئے۔ پچھلے دنوں ہماری میٹنگ ہوئی، 5 ارب روپے وزارتِ خزانہ نے دے دیے، اس کے باوجود ہمارا regular development fund جو کہ کابینہ ڈویژن سے sanction بھی ہوا ہے، نہیں مل رہا۔ ابھی تک ہمارا cheque اس لیے issue نہیں ہو سکا کہ خزانے میں پیسے نہیں ہیں۔ ایک طرف خزانے کی یہ حالت ہے جبکہ دوسری طرف راتوں رات اربوں روپے release کیے جاتے ہیں۔ اپوزیشن کا گلہ تو الگ بات ہے، ہمارا تو اتحادی ہو کر یہ حشر ہے۔

ہمیں سمجھ نہیں آتی ایک طرف تو پرائم منسٹر کو اتنا صوابدیدی اختیار حاصل ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں وہ 48,000 ملین روپے جاری کرتا ہے جبکہ دوسری طرف، سینیٹ کے 104 ارکان اور قومی اسمبلی کے 342 ارکان، دونوں ایوان ملا کر پچھلے پانچ سالوں میں 8,000 ملین روپے خرچ کرتے ہیں۔ کیا یہ بادشاہت ہے؟ کیا یہ شہنشاہیت ہے؟ یا صرف پھر پارٹی بنیادوں پر اس طریقے سے کام چلایا جارہا ہے؟ اتنا زیادہ فرق کیوں ہے؟ سینیٹر اور ایم این اے جو پورے ملک سے elect ہو کر آتے ہیں، 450 ارکان پارلیمان کا فنڈ صرف 8,000 ملین روپے ہے جبکہ پرائم منسٹر کا صوابدیدی فنڈ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ آج خزانے میں جو میرا regular ایک کروڑ کا فنڈ ہے، جس کی میں سکیمیں دے چکا ہوں، وہ کیوں نہیں جاری کیا جارہا؟ ہمارے علاقے میں لوگ کہتے ہیں کہ وہ فنڈ شاہی سید نے کھالیا۔ لہٰذا، خدارا! کچھ انصاف کیا جائے اور کابینہ ڈویژن اور فنانس ڈویژن کو پابند کیا جائے۔ میں اس معاملے کے خلاف privilege motion بھی دوں گا۔ یہ معاملہ سینیٹ کے خلاف ہے اور یہ ہماری توہین ہے، اگر آپ

چاہیں گے تو میں اس پر privilege motion بھی move کردوں گا۔ مہربانی فرما کر ان کو پابند کیا جائے۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف ہاؤس آئیں تو ان سے کہا جائے گا کہ آپ سے اور concerned quarters سے بھی coordinate کریں۔ جناب حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی۔ میں نے کراچی کے واقعے اور بلوچستان میں شہید ہونے والے صحافی کے بارے میں بھی تحریکِ التوا لکھ کر بروقت یہاں جمع کروائی ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی وہ process ہورہی ہے، آئے تو پھر اس کو take up کرلیں گے۔ اس پر پھر آپ بات کرلیجیے گا۔

سینیٹر حمزہ: میری گزارش یہ ہے کہ اگر اس کے بارے میں بحث پہلے ہی ختم ہوجائے تو بعد میں تحریکِ التوا پیش کرنے کا فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: معزز اراکین points of order پر بات کرنا چاہ رہے تھے، میں روک بھی نہیں سکتا تھا، ایک important issue تھا۔ آپ کراچی issue پر بات کرلیں۔

سینیٹر حمزہ: میری گزارش یہ ہے کہ کوئٹہ کے حالات نے سارے پاکستان کو ہلا دیا، وہاں گورنر راج لاگو کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود وہاں کے حالات بہتر نہیں ہوئے لیکن کراچی کے بارے میں، جب یہ واقعہ ہوا، اتفاق سے میں ٹی وی دیکھ رہا تھا، پہلے تو کہتے تھے 24 لوگ شہید ہوئے، بعد میں پتا چلا کہ ان کی تعداد 45 ہو گئی ہے۔ 100 سے زیادہ افراد وہاں شدید زخمی ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ اتنا بڑا وزن اور دھماکہ خیز مواد وہاں پہنچا، وہ کس طرح پہنچ گیا؟ سچی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ ہماری agencies کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ ریکارڈ یہ بتاتا ہے کہ اس جگہ، عباس ٹاؤن میں یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ دوسرا یا تیسرا واقعہ پیش آیا ہے۔ ایجنسیوں کو اس کے بارے میں پہلے سے alert ہونا چاہیے تھا۔ پھر جب واقعہ ہوا، اتنا لمبا عرصہ وہاں آگ لگی رہی، لوگ مرتے رہے لیکن پولیس بھی بہت دیر کے بعد وہاں پہنچی۔

جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ جیسا میرے کسی دوست نے کہا کہ ہم اس مسئلے کو اقوامِ متحدہ میں لے جائیں یا یہاں سے لوگ اب ترکِ وطن کرجائیں۔ کیا یہ کوئی ایک، دو یا چار لوگوں کا معاملہ

ہے؟ میں شیعہ بھائیوں میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔ کوئی بھی شخص جو پاکستانی ہے، وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو، کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، اس کی جان و مال اور عزت ہمیں عزیز ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں تو اتنا بےچین ہوتا ہوں، میری نیند بھی اس سے متاثر ہوتی ہے، میں ہر وقت سوچتا ہوں، یااللہ! اس پاکستان کا کیا بن رہا ہے؟ ہم تمام لوگوں کو اکٹھے ہو کر اور سوچ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ وہاں کی صوبائی حکومت کی ناکامی ہے اور agencies کی ناکامی ہے۔ جس شخص کے ذمے یہ کام لگا ہوا ہے، جنابِ رحمٰن ملک، کل بھی ان کا بیان آیا کہ ہم نے پنجاب حکومت سے کہا ہے کہ اتنے لوگ لشکر جھنگوی کے ہیں، ان کو گرفتار کرو۔ بجائے اس کے کہ وہ مسئلے کا کوئی حل نکالیں، وہ اپنے ذاتی تعصبات، نفرتوں اور ایک دوسرے سے اختلافات کو ہوا دیتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اتنے برے حالات ہیں کہ سارا ملک جل رہا ہے۔ پھر اگر کراچی جلتا ہے تو کراچی تو پاکستان کا دل ہے، پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے اور پاکستان کی تجارت کا مرکز ہے۔ یہاں جو کل کا واقعہ ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ ہمیں اس کی مذمت بھی کرنی چاہیے اور آئندہ اس قسم کے واقعات خصوصی طور پر کراچی میں روکنے کے لیے انتظامات کرنے چاہیں۔

جناب چیئرمین: کامل علی آغا صاحب! آپ بھی کراچی issue پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور issue ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا: میرے پاس بہت سارے issues ہیں، اگر آپ میری طرف توجہ دیں گے اور مہربانی فرمائیں گے تو میں بیان کروں گا۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ باقی ساری political parties کی representation ہو گئی تھی، ابھی تو ویسے کمپیوٹر پر نام زاہد خان صاحب کا ہے، میں چاہ رہا تھا کہ اگر آپ نے کراچی issue پر بات کرنی ہے تو آپ بھی کر لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! ایک تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرانی ڈیم کا issue ہماری بہنوں نے بار بار اٹھایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اگر آپ Standing Committee on Water and Power کے سپرد کر دیں تو زاہد خان صاحب جو ہمارا سر کھاتے رہتے ہیں، اگر ان کا کھائیں گے تو ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مہربانی کریں۔ میرے خیال میں یہ صحیح طریقہ ہو گا کیونکہ چھ ماہ سے یہ معاملہ pending چلا آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جی! اس معاملے پر زاہد خان صاحب suo motu notice لے لیں۔ میں نے تو ویسے لیڈر آف دی ہاؤس کو کہا ہے لیکن زاہد خان صاحب کے پاس یہ اختیار ہے، وہ suo motu notice لے لیں۔ آپ ایک simple application پر public petitions entertain کر سکتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میں بڑے ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ نے آج دوسری یا تیسری مرتبہ جو ruling دی ہے، اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس ایوان کا impression ٹھیک نہیں جاتا۔

جناب چیئرمین: آپ بات کر لیں، پھر لیڈر آف ہاؤس سے پوچھ لیتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: ایک اسٹینڈنگ کمیٹی ہے، اگر آپ یہ ruling دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلے کو take up کر لے تو صبح وہ اس کو take up کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: گزارش ہے کہ ہم لیڈر آف دی ہاؤس سے پوچھ لیتے ہیں کہ ان کا کیا view ہے۔ ان کا point of view لے لیتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

Mr. Chairman: Proceedings are suspended for fifteen minutes for *Maghrib* prayers.

[The House was adjourned for Maghrib prayers]

(The House reassembled after Maghrib Prayers at 6:43 p.m. with Mr. Deputy Chairman (Senator Sabir Ali Baloch) in the Chair.)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کامل علی آغا صاحب۔

The Increase in the Fare of Senate Employees Pick and Drop Transport Facility

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! بہت شکریہ، آپ موجود نہیں تھے، اس ایوان میں ہماری ساتھی سینیٹرز محترمہ نسیمہ احسان اور محترمہ کلثوم پروین صاحبہ نے میرانی ڈیم کے متعلق ایک issue اٹھایا تھا۔ انہوں نے پچھلے چھ مہینوں کے دوران دو تین مرتبہ اس issue کو اٹھایا۔ اس پر میری درخواست تھی کہ اس issue کو Standing Committee on Water & Power کے سپرد کر دیا جائے۔ اُس پر چیئرمین صاحب نے اجازت دے دی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ضروری ہے کہ ایک تو آپ ruling دیں، اس issue کو take up کریں اور ایوان میں اس کی رپورٹ پیش کریں تاکہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے۔ وہ اس معاملے کو چھ مہینوں سے discuss کر رہی ہیں، اس پر agitate کر رہی ہیں اور وہ بتا رہی تھیں کہ وہاں کے متاثرین آج کل واپڈا ہاؤس لاہور کے سامنے دھرنا دے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی پریشانی کے حل کے لیے بہتر ہو گا کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اسے take up کرے اور اس معاملے کو resolve کرے۔ جناب زاہد خان صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں، وہ اس معاملے کو resolve کر کے اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ اس پر ruling دے دیں۔

جناب چیئرمین! کراچی میں کل ہونے والے افسوس ناک واقعے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس واقعے میں بہت ساری جانیں چلی گئیں اور بہت سارے لوگ زخمی ہوئے۔ اس معاملے میں سب سے تشویش ناک بات یہ ہے کہ میڈیا نے اس بات کو بہت highlight کیا کہ وہاں rescue teams نہیں پہنچیں اور ان لوگوں کی امداد نہیں ہو سکی۔ آج بھی یہ شور ہوتا رہا، میں نے خود بھی دیکھا کہ امدادی کاموں میں کوتاہی ہوئی ہے اور اس پر وزیراعظم پاکستان نے بھی notice لیا ہے۔ ان شہداء کے ورثاء کی معقول امداد کی جارہی ہے اور زخمیوں کی بھی معقول امداد کی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر اس بات کو determine کر لیا جائے کہ کن لوگوں نے کوتاہی کی، ان پر ذمہ داری fix کر کے، ان کو قرار واقعی سزا دی جائے تو میرے خیال میں یہ بہتر ہو گا۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس پر بھی کوئی حکم جاری فرمائیں، محترم قائد ایوان بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ معاملہ resolve ہو، متاثرین کی شکایت دور ہو سکے اور ان کے دکھوں کا کچھ ازالہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں ایک تشویش ناک بات کرنا چاہوں گا۔ آج دو مہینے ہو گئے ہیں میں نے دو Calling Attention Notices جمع کروائے تھے۔ اس میں ایک لاہور میں بجلی کی لوڈشیڈنگ پر تھا کیونکہ وہاں بجلی کی لوڈشیڈنگ انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ وہاں آدھا گھنٹہ یا چالیس منٹ کے لیے بجلی آتی ہے اور پانچ پانچ گھنٹے بجلی نہیں ہوتی۔ اس mismanagement پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے میں نے ایک Calling Attention Notice دیا تھا لیکن آج دو مہینے ہو چکے ہیں اور وہ ابھی تک take up نہیں ہوا ہے۔ یہ افسوس ناک پہلو ہے کہ سیکرٹریٹ کی طرف سے ہمارے معاملات جو ہم اس ایوان میں پیش کرتے ہیں، ان پر اتنی عدم توجہ ہو گی تو ہم افسوس ہی کر سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں؟ دوسرا معاملہ سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ کے متعلق تھا، اس کی بھی لوڈشیڈنگ کی یہی حالت ہے۔ جناب والا! اب جب گرمی شروع ہونے والی ہے اور ٹمپریچر بڑھ رہا ہے اور 28° پر چلا گیا، ابھی تک گھریلو صارفین کے لیے گیس میسر نہیں ہے۔ لاہور کے شہریوں کے لیے یہ معاملہ بہت تشویش ناک اور تکلیف دہ ہے۔ اس معاملے میں اگر توجہ نہیں دی جارہی تو میں اس پر افسوس کا ہی اظہار کر سکتا ہوں اور کیا کر سکتا ہوں؟ اس کو بھی فوری طور پر take up کیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ایک معاملہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ سینیٹ سیکرٹریٹ کے ملازمین کی pick and drop transport service کے کرایوں میں دس پندرہ گنا اضافہ کردیا گیا ہے۔ ملازمین کی تنخواہوں میں 10% اضافہ نہیں ہوتا اور ان پر اس قسم کا بوجھ ڈالنا میرے خیال میں انتہائی افسوس ناک ہے جس کو resolve کیا جانا چاہیے۔ میرے علم میں آیا تھا کہ آپ نے اس کو take up کیا ہے مگر پتا نہیں آپ کی بھی شنوائی اس ہاؤس میں نہیں ہوتی تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا۔ اس کو take up کریں یا سینیٹ کی فنانس کمیٹی کا اجلاس فی الفور بلایا جائے اور اس میں یہ معاملہ decide کیا جائے۔ اس قسم کے معاملات اس کمیٹی کے ذریعے ہونے چاہییں۔ یہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے آپ بیٹھے بیٹھے ایک شخص اتنا زیادہ اضافہ کردے۔ یہ بڑا تشویشناک عمل ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ناقابل برداشت ہے۔ یہ لوگ دن رات یہاں پر کام کرتے ہیں اور ان پر اس قسم کا بوجھ قطعی طور پر ناقابل قبول ہوگا۔ جناب چیئرمین! اگر اس پر مناسب فیصلہ نہ ہوا تو اس پر بھی ہم Adjournment Motion لے کر آئیں گے اور اس پر پھر کسی نہ کسی کو جواب دینا پڑے گا۔ وہ کیا طریقہ کار ہوگا، پھر چیئرمین صاحب نیچے آکر غالباً بیان فرمائیں گے کہ یہ وجوہات ہیں۔ کمیٹی کا اجلاس فوری طور پر بلانا چاہیے، ملازمین کا مسئلہ ہے اور وہ بے چارے پریشان ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چیئرمین صاحب نے کہا تھا کہ ایک review petition دے دیں، اس کو دیکھ لیں گے اور فنانس کمیٹی کی meeting بلائیں گے تو آپ بھی اس میں آئیں تو اس پر غور کریں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: بڑی مہربانی جی۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Zahid *Sahib*!

میرے پاس پہلے آپ کا نام ہے۔ آپ سے وقت چھیننا چاہتے ہیں بنگش صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: چھیننے دیں جو طاقتور لوگ ہوتے ہیں وہ تو ایسے ہی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، جی بنگش صاحب۔

Not Providing Gas Facilities to Tehsil Tull District Hungu

سینیٹر عبدالنبی بنگش: سب سے پہلے تو جو کراچی میں واقعہ ہوا ہے ایسے واقعات ہمارے ملک میں تسلسل کے ساتھ ہورہے ہیں، کوئٹہ میں ہوئے، پشاور، فاٹا میں تو ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جس پر میں افسوس کا اظہار کروں گا اور ان کے لواحقین سے بھی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ state failure ہے اور اے این پی کی طرف سے میں یہی کہوں گا کہ جو یہ ظلم ہو رہا ہے یہ انتہا ہے مگر حکومت کی بے حسی کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔

جناب، میں دو تین مرتبہ اس ہاؤس میں کہہ چکا ہوں، میرے پاس یہ ایک booklet ہے جو میں نے تیار کی ہے۔ پٹرولیم کی میٹنگ میں آپ بھی تھے۔ اٹھارہ جولائی 2011 کو ایک جلسۂ عام میں سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے تحصیل ٹل ضلع ہنگو کو گیس دینے کا اعلان کیا تھا۔ پختون خوا سے تیل اور گیس کی جتنی سپلائی ہو رہی ہے اس کا نام ٹل بلاک رکھا گیا ہے۔ تحصیل ٹل اور ضلع ہنگو کو ابھی تک گیس نہیں دی جارہی جہاں انہوں نے اعلان کیا تھا۔ پھر انہوں نے ایک directive SNGPL کو issue کیا تو انہوں نے estimate بنایا اور پھر آخر میں 22 فروری 2012 کو Cabinet Division and PND کو باقاعدہ directive issue ہوا کہ اس کے لیے اگلے بجٹ 2012-13 میں 902 million is approved by the Prime Minister. میں نے یہ معاملہ کمیٹی میں بھی اٹھایا جس کی کاپی میں نے چیئرمین صاحب کو بھی دی۔ میں وزیر اعظم صاحب سے 19 فروری کو دوبارہ مل چکا ہوں لیکن جن لوگوں کا constitutional right ہے اور جن کے پاس

چار پانچ کلومیٹر دور یہ ذخائر ہیں جہاں سے گیس اور تیل پیدا ہو رہے ہیں ان کو یہ سہولیات نہیں دی جا رہی ہیں۔

میں کل اپنے ضلع اور تحصیل سے ہو کر آیا ہوں اور میں ان سہولتوں کے نہ دیے جانے پر ہائی کورٹ میں رٹ بھی دائر کر رہا ہوں اور میں یہ بھی کہوں گا سارے ہاؤس کے سامنے تاکہ یہ ریکارڈ رہے، پہلے بھی میں نے تین چار مرتبہ کہا ہے۔ میں نے اس جائز حق کے لیے بڑی کوشش کی کیونکہ یہ میرٹ کا کیس ہے لیکن موجودہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ہمارے ساتھ دغا کیا ہے اور انہوں نے as usual ہم سے آنکھیں پھیر لی ہیں اور ہمارے جائز حق کو دبایا ہے۔ ہم انشاءاللہ کورٹ سے بھی اپنا حق لیں گے ورنہ سڑکوں پر بھی آئیں گے اور اپنا حق لے کر دم لیں گے۔ اسی معاملے پر ہم اے این پی کے اراکین ہاؤس سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اے این پی کے اراکین نے ہاؤس سے واک آؤٹ کیا)

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد صاحب اس کے بعد تو آپ کی باری تھی۔

سینیٹر محمد زاہد خان: یہ زبردست لوگ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مشاہداللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہداللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت بہت شکریہ، کل جو کراچی میں اندوہناک واقعہ ہوا ہے اس پر میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اس سلسلے کا پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی کوئٹہ میں کئی واقعات ہوئے ہیں اور ایک مخصوص فرقے کو نشانہ بنا کر اس طرح قتل عام کیا گیا اور اب کراچی میں یہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے فرقوں کے لوگوں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ہم نے دس دس سیکنڈ میں تین علمائے کرام کو مرتے ہوئے دیکھا اور اس کی footage بھی دیکھی۔

سب سے پہلے تو میں اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرنا چاہتا ہوں۔ ہم مذمت کر کر کے بھی تھک چکے ہیں اور اب مذمت کا لفظ بھی عجیب اور ہلکا سا لگتا ہے لیکن میں بات ایک اور angle سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں ہو یہ رہا ہے۔ خاص طور پر پچھلے پانچ سال سے، اس سے پہلے بھی خیر یہی ہوتا رہا ہے کہ اس قسم کا واقعہ ہوتا ہے، ہم یہاں پر تقریریں کرتے ہیں، علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں اور پھر اس بات کو assure بھی کر لیتے ہیں کہ یہ ticker چل رہے کہ نہیں چل رہے اور breaking news چل رہی ہے کہ نہیں چل رہی اور پھر ہم سمجھتے ہیں کہ پورے پاکستان کے لوگ ہمارے اس عمل

سے مطمئن ہو چکے ہیں کہ ہم نے بڑی آواز اٹھائی ہے لیکن جو اصل چیز ہے اس کی طرف ہم نے توجہ نہیں دی اور وہ یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں یا نہیں۔

آج جو کچھ کراچی میں ہو رہا ہے کہ وہاں کی کوئی گلی، کوئی کوچہ اور کوئی سڑک ایسی نہیں ہے جو وہاں کے معصوم لوگوں کے خون سے رنگین نہ ہوئی ہو یا اس کو لالہ زار نہ بنایا گیا ہو۔ اتنا ارزاں خون ہو گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ انسانوں کا خون ہے۔ باتیں تو بہت ساری ہو سکتی ہیں کہ ان کے پیچھے کون ہے کون نہیں ہے لیکن اصل سوال یہ ہے، اور یہ بات کہنا ہر ایک کے لیے بڑا آسان ہے کہ جناب ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جب ہم حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور حکومت تو پوری ذمہ دار ہے چاہے وہ ہو یا خود اتحادی ہوں۔ انہوں نے اس کا کیا کیا؟ کیوں اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہیں کی؟ ہم تو پانچ سال cosmetic treatment کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ کراچی ایسا شاندار شہر تھا اور اس ملک کا سب سے زیادہ پرامن شہر، اس ملک کا سب سے زیادہ civilized شہر اور علم و ادب کا گہوارا اور اس شہر کا جو حشر کیا گیا کہ اب ہر طرف لاشیں ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ

میں یہ کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں
میرے شہر جل رہے ہیں، مرے لوگ مر رہے ہیں
کوئی غنچہ ہو کہ گل ہو، کوئی شاخ ہو شجر ہو
وہ ہوائے گلستاں ہے کہ سبھی بکھر رہے ہیں
وہی خطۂ زمین تھا جہاں رحمتیں تھیں نازل
وہی خطۂ زمیں ہے کہ عذاب اتر رہے ہیں
وہی طائروں کے جھرمٹ جو ہوا میں جھولتے تھے
وہ فضا کو دیکھتے ہیں تو اب آہ بھر رہے ہیں
کوئی اور تو نہیں ہے پس خنجر آزمائی
ہم ہی قتل کر رہے ہیں، ہم ہی قتل ہو رہے ہیں

کوئی نہیں بچ رہا، کوئی محفوظ نہیں ہے اور جو قتل کرنے والے ہیں وہی بھاشن بھی دے رہے ہیں، مزے کی بات ہے۔ کوئی اس بات کی investigation کرنے کو تیار نہیں ہے کہ کون ذمہ دار ہے۔ کوئی قاتل پکڑنے کو تیار نہیں ہے۔ صرف آ کر بتایا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب حکومت ہے جو آ کر inform

کرتی ہے کہ جناب یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے اس ملک پر، آپ دیکھیں وزیر داخلہ صاحب جو دہشت گردی کے بڑے ماہر ہیں یعنی expert ہیں terrorism کے، انہوں نے اتنی مرتبہ اطلاع دی ہے کہ جناب یہ ہونے والا ہے۔ مہینہ پہلے انہوں نے کہا کہ کراچی کے حالات بہت خراب ہو جائیں گے اور جب خراب ہوتے ہیں تو وہ پنجاب پنجاب شروع کر دیتا ہے۔ آپ یہ دیکھیے کہ آپ نے points score کرنا ہے۔ آپ نے کوئی سیاسی فائدہ اٹھانا ہے تو اٹھائیں ضرور ہم کب کہتے ہیں کہ نہ اٹھائیں، سیاسی جماعتوں کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے لیکن لوگوں کے خون پر آپ سیاست کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر اڈے ہیں، آپ کسی کو گرفتار کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ کو تین صوبوں کی حکومتیں نظر نہیں آتی، ایک صوبہ جہاں صورتحال قدرے بہتر ہے آپ کی نظر اس پر لگی ہوئی ہے۔ جب اس طرح کے لوگوں کے ہاتھ میں اس ملک کی تقدیر ہوگی، جب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں اس ملک کی administrative power ہوگی، مجھے یہ بتائیے یہ تو دہشت گردی ہے۔ نادرا کا کیا حال ہے؟ کیا پاسپورٹ لوگوں کے بن جاتے ہیں۔ کیا وہاں پر رشوت کا بازار گرم نہیں ہے۔ ائرپورٹ پر کیا ہو رہا ہے، کیا انسانی سمگلنگ کا بازار گرم نہیں ہے۔ سب کچھ تو ہو رہا ہے۔ کوئی ایک کام تو ہمیں بتائیں کہ آپ نے کرکے دکھایا ہو۔ یہاں آکر ہم تنگ آچکے ہیں کہ یہاں پر تقریر کر دی اور بہت ساری باتیں ہو گئیں لیکن وہ خون تو مستقل بہہ رہا ہے اور اس لیے بہہ رہا ہے۔۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Khan *sahib*, I am sorry for the interruption.

ANP کے دوستوں کو کوئی جا کر request تو کریں کیونکہ وہ واک آوٹ پر ہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: وہ آہی جائیں گے۔ MQM اور ANP کے لوگوں کا کیا ہے، ان کا آنا جانا لگا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دونوں سعید چلے جاؤ۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: وہ آجائیں گے۔ ان کا کونسا مسئلہ ہے۔ یہ تو آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں۔ دیکھیں، جتنا worry یہ حکومت کرتی ہے ان کو منانے میں، ہمارے وزیر داخلہ صاحب ذرا سا مسئلہ ہو، اقتدار کے سنگھاسن کو ذرا سا خطرہ محسوس ہو تو سیدھے لندن وہ چلے جاتے ہیں۔

ان کو اگلی flight ملتی ہے سیدھے لندن۔ اقتدار کو کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ اقتدار قائم رہنا چاہیے خون کی ندیاں بہتی رہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ آئے تھے۔

کیا قیامت ہے کہ ذروں کی زبان جلتی ہے
اور مصر میں جلوہ یوسف کی دکاں جلتی ہے
دامن عصمت مریم کی فغاں جلتی ہے
بھیم کا گرز اور ارجن کی کماں جلتی ہے
چوڑیاں روتی ہیں پیاروں کی جدائی کی طرح
زندگی ننگی ہے بیوہ کی کلائی کی طرح

آج یہ کچھ کراچی میں ہو رہا ہے اور ہم اتنی کمزور آواز سے ان کے مسائل کا بیان کرتے ہیں۔ حل کرنا تو دور کی بات ہے۔ اس آواز میں بھی جان نہیں ہوتی۔ اپنے مفادات سب کو عزیز ہیں۔ اگر آج جناب چیئرمین! یہ حکومت اپنی حکومت کی پرواہ کیے بغیر، اپنی مفاہمت کی so-called پالیسیوں کے تحت blackmailing کی پرواہ کیے بغیر اس ملک کے دہشت گردی کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتی تو آج یہ حالات نہ ہوتے، لیکن اتنی کمزور آواز ہے ان بے گناہ لوگوں کے خون کے لیے، آواز تو کم از کم طاقتور ہو۔ وہ ہے کہ

نوائے مضمحل کیا نہ ہو جس میں دل کی دھڑکن
اور وہ سدائے اہل دل کیا جو عوام تک نہ پہنچے

ان کی تو آواز عوام تک نہیں پہنچ رہی ہے۔ اتنی مضمحل ہے، اتنے کمزور ہیں یہ عوام کے لیے لیکن اگر طاقتور ہیں، مفاہمت کی پالیسی، گورنر بھی چاہیے۔ اپوزیشن لیڈر بھی چاہیے، ہر چوتھے دن floor cross ہوتا ہے۔ ہم جا رہے ہیں، پھر لوگ پکڑ رہے ہیں، جھپٹ رہے ہیں، اس لیے کہ اقتدار کے چند دن باقی ہیں، حالانکہ وہ ہے نا۔

آخری شب دید کے قابل تھے بسمل کی تڑپ

اور جا رہا ہے اقتدار، الوداعی پروگرام شروع ہو چکے ہیں لیکن چھینا جھپٹی اسی طرح سے جاری ہے۔ جناب چیئرمین! خدا کے لیے، بڑے اچھے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اچھے لوگ نہیں ہیں۔ یہ بےچارے جہانگیر بدر صاحب، ہماری طرح کا کارکن ہے، رضا ربانی صاحب ہیں، چوہدری اعتزاز احسن صاحب بیٹھے ہوئے تھے اگر ان لوگوں کو لگایا ہوا ہوتا۔ یہ کام کے لوگ ہیں۔ یہاں پر بے

چارے مفت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر ان کو کام پر لگایا ہوا ہوتا تو یقین کریں کہ مجھے ان کی صلاحیتوں پر اعتماد ہے۔ یہ دہشت گردی کو ختم نہ کرتے کم از کم، کم کرنے کی کوشش کرتے اور یہ بھی نہ کر سکتے تو اس ملک کے لوگوں کو یہ اعتماد ضرور ہوتا کہ یہ نیک نیت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ جب نیتیں یہ ہوں حکمرانوں کی کہ جاتے جاتے بھی پانچ ارب روپے کے مکان وصول کرنے ہیں۔ جاتے جاتے بھی *****[1] کے اوپر 41 ارب روپے خرچ کرنے ہیں۔ یہ عجیب و غریب قومی قیادت ہے جو اپنے حلقوں کی سیاست کرتی ہے۔ جو لوگ اپنے حلقوں میں گھسے ہوئے ہیں، جو لوگ حلقوں کی سیاست کرتے ہیں، جو مال بٹورتے ہیں انہیں عوام کے خون کا کوئی احساس نہیں ہوتا لیکن ----

جناب ڈپٹی چیئرمین: خان صاحب! آپ point of order پر ہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، مجھے بتائیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: آپ سب سمجھ رہے ہیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، آپ کراچی کے امن و امان پر بات کر رہے تھے۔ اب آپ کی بات پہنچی ہے *******تک۔ یہ expunge کردو۔ یہ ٹھیک باتیں نہیں ہیں۔ Pleaseآپ law and order پر بات کریں۔ کراچی کے issue پر بات کریں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میں law and order پر ہی بات کر رہا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ گوجر خان والوں نے law and order کا مسئلہ حل نہیں کرنا ہے۔ مجھے بتائیں کہ پانچ پانچ ارب روپے کے مکان لینے والوں پر اس ملک کے law and order کی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ تو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ آپ کارکن آدمی ہیں۔ آپ کیوں مجھے روک رہے ہیں۔ میں تو عوام کی آواز ہوں۔ میں تو آپ کی آواز ہوں۔ میں ان سب لوگوں کی آواز ہوں۔ میرا کوئی ذاتی مسئلہ تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس طرف آکر ہماری نمائندگی کریں۔ ادھر آجائیں۔ آپ غلط جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: آپ کی نمائندگی تو ہم نے یہاں پر کھڑے ہو کر کی ہے۔ ہم ہی نے تو کہا کہ بے نظیر کے خون کو رائیگاں مت جانے دو۔ ہم ہی نے تو کہا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو کے نظریات

---

[1] [Expunged by the Orders of Mr. Deputy Chairman]

کا آپ لوگ پاس نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟ ہم ہی نے تو کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر کی یہ تعلیمات نہیں تھیں کہ اپنے پیٹوں کو بھرو اور عوام کی جیبیں کاٹو۔ ہم ہی تو یہ کر رہے ہیں اور کون کر رہا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ہو گیا ہے، آپ کا time ہو گیا ہے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: شعر سنا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں، شعر سنا دیں۔ فیض صاحب کا شعر سنا دو اور کسی کا شعر نہیں سنتے۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: فیض صاحب کا سنا دیتا ہوں۔ جس کا بھی سنا دیتا ہوں آپ کو تو فیض ہی کا لگے گا۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سنائیں تو سہی۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: دیکھیں بات یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ لاکھ بیٹھے کوئی چھپ چھپ کر کمین گاہوں میں۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جو آج اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے ہیں۔ ان کے کاندھوں اور ان کے سروں پر یہ خون ہے۔ یہ target killing کا بھی خون ہے، بلوچستان اور KPK کا بھی خون ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جناب ہم اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں کوئی پوچھے گا ہی نہیں تو شاعر نے کہا ہے کہ

لاکھ بیٹھے کوئی چھپ چھپ کر کمین گاہوں میں
خون دیتا ہے جلادوں کے مسکن کا سراغ
اور سازشیں لاکھ اڑاتی پھریں ظلمت کے نقاب
لے کر ہر بوند نکلتی ہے ہتھیلی پر چراغ
اور تم نے جس خون کو مقتل میں چھپانا ہے
آج وہ کوچہ و بازار میں آنکلا ہے
اور کبھی نعرہ، کبھی شعلہ، کبھی پتھر بن کر
غریباں لاچار عرق لہو آنکلا ہے

اور خون بہتا ہے تو رکتا نہیں سنگینوں سے
اور سر اٹھاتا ہے تو دبتا نہیں آئینوں سے
اور ظلم کی بات ہی کیا ظلم کی اوقات ہی کیا
ظلم صرف ظلم ہے آغاز سے انجام تلک
اور خون پھر خون ہے سو شکل بدل سکتا ہے
ایسی شکلیں کہ مٹاؤ تو مٹائے نہ بنے
ایسا شعلہ کہ بجھاؤ تو بجھائے نہ بنے
ایسا نعرہ کہ دباؤ تو دبائے نہ بنے

شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت خوب۔ ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے کراچی کے حادثے پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ کراچی میں جو واقعہ کل ہوا ہے اتنا دل خراش، افسردہ کرنے والا، لاشیں گرنے والا اور بلڈنگیں تباہ ہونے والا ہے۔ ہم سب کو افسوس ہے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور میں یہ نہیں کہتی کہ فلاں جگہ کے لوگوں کا خون سستا ہے۔ ہم سب کا خون برابر ہے۔ چاہے وہ ہندو ہوں، مسلم ہوں، عیسائی ہوں، شیعہ ہوں، سنی ہوں، ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم سب کا خون سرخ رنگ کا ہے۔ جناب قائد اعظم نے کہا تھا پاکستان اس لیے بنایا گیا ہے کہ یہاں تمام لوگوں کو آزادی حاصل ہے کہ وہ یہاں رہیں اپنی اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کریں اور جس طرح رہنا چاہیں رہیں۔ تو ہمارے قائد نے آزادی دی لوگوں کو کہ وہ چرچ جائیں، گرجا جائیں یا مندر جائیں یا مسجد جائیں لیکن یہ ہمارے ہی لوگ ہیں جو اس دہشتگردی میں ملوث ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ بیرونی قوتیں ہیں، فلاں لشکر ہے اور وہ لشکر ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ بھی پاکستانی ہیں جو پاکستانیوں کو مار رہے ہیں۔ کل جو حادثہ ٹی وی پر دکھایا گیا ہے، جس طرح سے تباہی و بربادی ہوئی ہے، دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔اس قدر افسوس ہوا ہے کہ میں اس کا اظہار نہیں کر سکتی۔ میرے خیال میں پورے پاکستان کے لوگوں کو اس حادثے کا افسوس ہوا ہو گا۔ اس میں انسانی جانیں گئی ہیں، اس میں لوگ زخمی ہوئے ہیں، گھر تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ ابھی تک یہ بھی پتا نہیں کہ کتنے لوگ ملبے کے نیچے دبے ہوئے ہیں، جب ان کی

لاشیں نکلیں گی تو پھر اصل تعداد کا پتا چلے گا- وہاں پر افراتفری کا یہ عالم تھا کہ وہاں نہ پولیس تھی، نہ ایف سی تھی، کوئی بھی وہاں پر مدد کے لیے موجود تھا، نہ ambulance available تھی جو حادثے کے شکار لوگوں کو hospitals پہنچاتے- وہاں پر سنی شیعہ کا کوئی concept نہیں تھا لوگ آگے بڑھے اور وہ زخمیوں کو اٹھا اٹھا کر hospitals لے گئے- یہ کہنا کہ سنی شیعہ فساد ہے، بالکل ایسا نہیں ہے بلکہ یہ کچھ لوگ ہیں جو پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، چاہے بلوچستان ہو، چاہے کراچی ہو، چاہے فاٹا ہو، حالات جان بوجھ کر خراب کیے جاتے ہیں اور یہ ساری سازشیں پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں- کراچی پاکستان کا تجارتی مرکز ہے اور وہاں میرا پورا بچپن گزرا اور میری پوری تعلیم کراچی میں ہوئی- مجھے یاد ہے کہ رات کے بارہ بجے بھی عورتیں اور جوان بچیاں باہر چلی جاتی تھیں تو کوئی آنکھ اٹھا کر انہیں نہیں دیکھتا تھا- اب یہ عالم ہے کہ پندرہ تا بیس لاشیں روز گرتی ہیں اور پھر ایک دوسرے پر الزام دیا جاتا ہے کہ اس نے مار دیا اور اس نے مار دیا، بیرونی قوتیں آگئیں ہیں، فلاں لشکر آ گیا- میں کہتی ہوں کہ لشکروں کو کیوں کنٹرول نہیں کیا جاتا، جب ان کو پتا ہے کہ فلاں لشکر تباہی لا رہا ہے اور آپس میں نفرتیں پیدا کی جا رہی ہیں تو پھر ان لشکروں کو کیوں گرفتار نہیں کیا جاتا اور کیوں اس قسم کے روز حادثے ہوتے ہیں-

جناب چیئرمین! کل کے حادثے سے دو buildings تباہ ہو گئیں، دو سو گھر تباہ ہو گئے، نہ صرف انسانی جانیں ضائع ہوئیں بلکہ آپ دیکھیں کہ ایک گھر بنانے کے لیے کتنے لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو دو سو گھر بنانے کے لیے رقم چاہیے ہو گی، اب جن کے گھر مسمار ہو چکے ہیں ان کو گھر کون بنا کر دے گا- ان لوگوں کی پوری زندگی کا اثاثہ لٹ چکا ہے، وہ اب کہاں جائیں گے، وہ اپنے مردوں کو روئیں گے یا اپنے گھر کو روئیں گے یا اپنے سامان کو روئیں گے اور کس کس بات پر وہ روئیں گے اور غمزدہ ہوں گے- اس وقت پورا پاکستان غمزدہ ہے، کوئی بھی ہو چاہے وہ مسلمان ہے، ہندو ہے اور عیسائی ہے سب غمزدہ ہیں- شکریہ-

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ- جی ڈار صاحب-

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین بہت شکریہ- میں اپنے ساتھیوں چاہے ان کا تعلق Treasury Benches سے ہے یا Opposition سے ان کے جذبات کی تائید کرتے ہوئے چند الفاظ کا اظہار کروں گا- ہم بحیثیت سینیٹ ممبران اور حکومت سب مجموعی طور پر اپنے فرائض کی انجام دہی

میں ناکام ہوتے نظر آرہے ہیں۔ میں ایسے کیوں کہہ رہا ہوں؟ اگر آپ پچھلے دو sessions کی کارروائی اٹھا کر دیکھ لیں تو کئی مرتبہ یہ بات ہوئی کہ وزراء دلچسپی نہیں لیتے لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔

جناب چیئرمین! کل کے حادثے سے ہر پاکستانی غمزدہ ہے چاہے وہ کسی sect سے تعلق رکھتا ہو۔ یہاں پر sectarianism کی بات ہو رہی ہے جب کہ ہمارا religion صرف مسلمان کی حفاظت کی بات نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ایک human being کا قتل پوری humanity کا قتل ہے۔ اس میں ایسی differentiation نہیں ہے کہ وہ قتل ہونے والا مسلمان ہو گا یا ہندو ہو گا، سنی یا شیعہ ہو گا، یہاں پر صرف ایک جان کی بات ہوئی ہے کہ ایک human being کا قتل tantamount to the killing of the entire humanity یہ بہت بڑا crime ہے۔

جناب! جیسے میں نے عرض کیا کہ میں نہیں دہراؤں گا بلکہ میں تائید کرتا ہوں کہ دونوں اطراف سے جو جذبات ہیں وہ ہر پاکستانی کے ہیں لیکن بحیثیت حکومت اور ہم بحیثیت parliamentarians اپنی collective responsibilities کو ادا کرنے میں فیل ہوتے نظر آرہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے، اسی ہاؤس میں پچھلے دو sessions میں بات ہو رہی ہے اور ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ Geo-global syndrome Pakistan کو توڑنے کی ایک سازش تیار ہے، اس کے گیارہ ٹکڑے ہونے کا plan تیار ہے۔ ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ پاکستان کی دہشتگردی میں foreign funding involve ہے۔ ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ پاکستان جس phase سے گزر رہا ہے وہ بہت dangerous ہے، میں وزیر داخلہ کی بات کر رہا ہوں۔ اب اس سے بھی بھیانک صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ ہمیں ایک چیز ماننی پڑے گی کہ وزیر داخلہ نے یہاں پر دو ہفتے پہلے جب کراچی کا واقعہ ہوا تھا کہ کراچی میں اور killing ہو گی۔ Now I fail to understand کہ اگر ایسا ہے تو وہ کیسے ہو رہا ہے۔ انہوں نے یہاں پر خود offer کیا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں in camera briefing دینے کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ نے پتا نہیں انہیں کیا کھلایا پلایا اور ان کا vocal cord خراب ہو گیا۔ مجھے آج تک آپ سے گلہ ہے۔ ان کا خیال تھا کہ سینیٹ کا اجلاس اسی ہفتے prorogue ہو جانا ہے لیکن یہ ہوتے ہوتے اس ہفتے میں آپہنچا ہے۔ پھر ان کا خیال تھا کہ Ist week of March کو اجلاس کدھر ہو گا۔ میں Ist week of March کی بات کرتا ہوں اور اس طرح یہ معاملہ پھر آگے نکل جائے گا اور اتنی دیر میں 16th March آجائے گی لیکن ان کی بدقسمتی کہ اجلاس ابھی بھی ہو رہا ہے۔

جناب! جب تک ہم اپنی complete ایمانداری کے ساتھ، political expediency سے بالا تر ہو کر نہیں سوچیں گے تو حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ جناب! یہ ملک کا معاملہ ہے، یہ معصوم جانوں کا معاملہ ہے۔ اب پورے پاکستان میں معصوم جانوں کا خون بہہ رہا ہے اور ایسے واقعات مختلف شہروں میں ہو رہے ہیں۔ ہم کدھر جا رہے ہیں۔ آج وزیر داخلہ صاحب کہاں ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ان کا جو پہلے ہفتے کا وعدہ تھا مجھے وہ بھی پورا ہوتے نظر نہیں آ رہا۔ میں نے اس وقت بھی یہ propose کیا تھا کہ وزیر داخلہ صاحب آپ ہمیں یہ نہ بتائیں کہ یہ یہ ہونے والا ہے، ہمارے ساتھ share کریں کہ آپ کا proposed road map کیا ہے، آپ اس صورتحال کو کیسے tackle کریں گے۔ ابھی تو چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ جیسے ہمارے دونوں اطراف کے ساتھیوں نے کہا کہ خدا کے لیے رحمٰن ملک کو پابند کریں لیکن اگر ان کا vocal cord خراب ہے تو let his junior Minister present the briefing لیکن اس کو delay نہ کریں۔

جناب! اب ہمیں کتنا اور نقصان اس ملک کا کرنا ہے، ہمارے ساتھ وعدے پر وعدہ ہو رہا ہے اور اس ہفتے کو ختم ہونے میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔ وہ یا تو offer نہ کرتے، آپ کو یاد ہو گا جب انہوں نے offer کیا تھا اور آپ ہی chair کر رہے تھے۔ میں نے تو اسی وقت ان کی offer کو accept کر لیا تھا اور ہاؤس نے فیصلہ کر دیا کہ وزیر داخلہ صاحب briefing دیں گے۔ بھئی in camera briefing دینی ہے تو in camera دے دیں۔ اس پر یہی ہے کہ Leader of the House should talk to the Prime Minister and request the Chair for in camera briefing. اگر open کرنی ہے تو open کر لیں لیکن ابھی کونسی چیز ایسی ہے جسے ہم قوم سے چھپانا چاہتے ہیں۔ مجھے تو in camera briefing پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جناب! اب یہ معاملہ out of control ہو چکا ہے مہربانی کر کے اس کو seriously لیں اور آپ ان کو direction دیں کہ یہ کل یا زیادہ سے زیادہ پرسوں تک اس ہاؤس کو briefing دینے کا arrangement کریں۔

جناب چیئرمین! دونوں ایوان بارہ تاریخ تک as per the press in session ہیں۔ مجھے تو پتا نہیں کہ سیشن کب تک رہے گا لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ بھی National Assembly کے ساتھ ساتھ چلیں گے کیونکہ آپ کی کافی ساری legislation in pipeline ہے۔ جناب! اس وقت جو معصوم جانوں کا قتل ہو رہا ہے it should be given the top most priority. سیاست تو ہوتی رہے گی، legislation ہوتی رہے گی اور باقی چیزیں ہوتی رہیں گی۔ جناب! پاکستان

ہے تو legislation ہے۔ پاکستان ہے تو سیاست ہے۔ پاکستان ہے تو ہم parliamentarians ہیں۔ ہم جس direction میں جا رہے ہیں یہ totally تباہی کا منظر پیش کر رہی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جہاں بشمول میرے سارے ساتھیوں کے views سن رہے ہیں مہربانی کر کے اس issue کو finalize کریں اور law and order کی briefing کا time fix کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی محسن لغاری صاحب۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: شکریہ جناب چیئرمین! ابھی میرے بہت سے ساتھیوں نے اور اسحاق ڈار صاحب نے جس بات کو سمیٹا ہے اس پر بات کرنا تو میرے خیال میں بات کو stretch کرنا ہوگا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک سیکنڈ لغاری صاحب، I am sorry for the interruption. ڈار صاحب! اگر Leader of the House کے ساتھ مل کر کوئی date مقرر کر لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: انہوں نے وزیراعظم صاحب کو خط لکھا ہوا ہے جواب کوئی نہیں آنا۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب والا! وزیراعظم صاحب کو خط لکھا جا چکا ہے، اب میں رابطہ کرتا ہوں to the concerned minister. کوشش کرتے ہیں کہ ایک آدھ دن میں briefing ہو جائے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! اگر ہم اس کو normal process میں چھوڑیں گے we all know, we have been in Governments, Leader of the House is very efficient انہوں نے خط لکھ دیا ہے۔ انہوں نے مجھے ابھی بتایا کہ خط لکھ دیا ہے لیکن میں توقع نہیں رکھتا کہ جواب 16th تک آئے گا۔ Unless کہ آپ personal basis پر یہ permission لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹیلی فون کر کے وقت لیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ٹیلی فون کر کے بات کر لیں، ٹیلی فون پر permission لیں اور آپ کو communicate کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی لغاری صاحب۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! ہماری جو ساری گفتگو ہو رہی ہے اس میں میری سمجھ جو مجھے کہتی ہے وہ یہ ہے، مجھے یہ سمجھ آتا ہے کہ اس وقت credibility کا ایک بہت بڑا issue ہے۔ ہم اداروں کے جو نمائندے ہیں، جب کوئی بات کرتے ہیں تو ان کی بات پوری نہیں ہوتی۔ رحمٰن ملک صاحب کی ساری commitment کے باوجود اس کا پورا نہ ہونا، رحمٰن ملک صاحب ایک شخص نہیں ہے، وہ پاکستان کا Interior Minister ہے۔ Interior Minister's office یہ بات کر رہا ہے، جس وقت اس قسم کی یہ چیزیں ہوتی ہیں تو Interior Minister's Office کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔ رحمٰن ملک تو ایک individual ہے، وہ individual حکومت کی ساکھ کو متاثر کر رہا ہے۔ Credibility of the Institution of the Government of Pakistan and the department of Interior Minister is saying something and then not honouring its words means کہ آدمی کی، اس ادارے کی ساکھ خراب ہوئی ہے۔ ہم طریقے کے ساتھ، ادارے کی ساکھ کو honour and strengthen کرتے ہوئے چلیں گے تو سب کا اس میں بھلا ہے۔ ہم نے کراچی پر جو آج discussion کی ہے اس کے لیے میرے معزز سینیئر ممبر جناب حمزہ صاحب کی ایک adjournment motion تھی اگر اس کو لے لیا جاتا اور طریقے کے مطابق چلا جاتا تو بہتر ہوتا۔ انہیں بتایا گیا کہ process میں ہے اور اسے نہیں لیا گیا لیکن یہ اہم چیزیں point of order پر لے لی گئیں، .rather than an adjournment motion طریقہ کار کا فقدان ہے وہ اس اہم issue کی اہمیت کو ختم کر دیتا ہے، کم کر دیتا ہے۔

جناب والا! اسی طرح میں جو کچھ دنوں سے بزنس لانے کی کوشش کر رہا ہوں، جس کو میں طریقے کے ساتھ چلنے کی کوشش کر رہا ہوں، یہ نہیں کہ point of order پر اٹھ کر شور مچانا شروع کر دوں اور اسی کو آگے لے کر چلوں۔ جناب میری اور محترم حاصل خان بزنجو کی ایک resolution 8th February سے pending ہے، جس میں ہم نے کہا تھا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے لوگوں سے پوچھا جائے کہ ان کی منشا کیا ہے، ان کو ایک proposed صوبے میں آگے پیچھے کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک

نہایت جمہوری بات ہے جس میں لوگوں کو ان کا حق رائے دہی دینے کی ہم بات کررہے تھے، ابھی جب میں واپس آیا ہوں تو مجھے ایک خط ملا ہے کیونکہ اس پر legislation ہو تی ہے، اس لیے resolution نہیں آسکتی۔ Resolution ایک اظہار رائے ہے، ہماری زبان پر قد غن نہیں لگایا جا سکتا لیکن چونکہ ایک طریقہ کار ہمارے ملک میں صحیح طریقے سے نہیں چل رہا، ہم کسی چیز کو بھی صحیح نہیں لے کر چل رہے تو یہ بھی اس لیے صحیح نہیں ہوگا۔ جس طرح وزیر داخلہ صاحب کی باتیں ہیں، ہم طریقوں کے ساتھ نہیں چل رہے۔ میں نے ایک adjournment motion on petroleum prices پر جمع کرائی تھی، نہایت اہم issue تھا، پوچھا کہ اس کا کیا ہوا؟ process ہو رہی ہے۔ اب وہ process کہاں ہو رہی ہے؟ چیزیں کیوں رک جاتی ہیں؟ طریقے کے ساتھ ایجنڈے پر business add کیوں نہیں ہوتا؟ اس کا مہربانی کرکے آپ نوٹس لے لیں۔ ہر چیز اگر پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر کرنی ہے تو پھر ہم یہ call attentions, adjournment motions, resolutions کا نظام ہی ختم کر دیتے ہیں۔ جس نے جو بات کرنی ہو یا وہ ویسے ہی زور سے بولنا شروع کر دے، تو آپ اس کو floor دے دیں گے، یا تو point of order مانگے تو پھر یہ جو طریقہ کار ہے، اس طریقہ کار کو تو wrap up کردیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: لغاری صاحب آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سینیٹ سیکر ٹریٹ کی کوتاہی ہے۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: یہ چیز تو آپ determine کریں کہ کہاں پر کوتاہی ہے۔ اگر میں ایک submit کرتا ہوں تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ابھی تک process ہو رہا ہے۔ اب اسی کو لیجیے کہ جو petroleum prices جمعے والے دن بڑھائی گئی ہیں اور اسی دن اگر ایک adjournment motion دیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بھئی بہت اہم چیز ہے اور مہربانی کرکے عام کارروائی کو روکو اور اس کو discuss کرو کیونکہ ہر انسان کی زندگی اس سے متاثر ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: دیکھیں لغاری صاحب، حمزہ صاحب نے آج صبح دیا ہے۔۔۔

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: اگر rules میں دیکھ لیں تو آپ اس کو take up کر سکتے ہیں اور اس پر کوئی قدغن نہیں ہے اس کو take up کرنے میں۔ آپ کہیں کہ ہاں ہم اس adjournment motion کو لے رہے ہیں۔ اس کے لیے دو گھنٹے کا نوٹس چاہیے ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج Private Members' Day ہے ناں۔ جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ آج Private Members' Day تھا اس لیے adjournment motion take up نہیں کیا جا سکتا تو آپ مجھے بتائیں کہ جن حضرات نے point of order پر adjournment motion کے موضوع پر ساری بحث کر ڈالی تو اس adjournment motion کا کیا فائدہ ہوا۔ میں آج سے پچاس سال پہلے مشرقی پاکستان اسمبلی کا 65-1962 میں رکن رہا ہوں۔ تحریک التوا دو گھنٹے پہلے دیتے تھے اور وہ اسی دن process ہو کر سپیکر کے پاس چلی جاتی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اور اس کے بعد جیل جاتے تھے۔

سینیٹر حمزہ: یہ ہمارا عجیب سیکرٹریٹ ہے۔ اس کو process کا نہیں پتا۔ کون سی باریکی اس میں ہے؟ اس میں کون سا اختلاف ہے؟ ان کو چاہیے تھا کہ process کرکے ایوان کے سامنے پیش کریں۔ ورنہ اس rules of business کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حمزہ صاحب جس وقت آپ رکن اسمبلی تھے اس وقت ایوب خان کا زمانہ تھا۔ اس وقت adjournment motion کے بعد سیدھا جیل چلے جاتے تھے۔

سینیٹر حمزہ: آپ مجھے جیل بھیج دیں لیکن یہ کام نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ میرے چیمبر میں آئیں، ایسی problems کو وہاں sort out کر لیں گے۔ Do you want to continue Leghari *sahib*?

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں نے پھر وہی گزارش کرنی تھی۔ میں نے جو adjournment motion جمعے کو جمع کرایا تھا، petroleum prices کی increase پر، اگر آپ نے اسی طرح فیصلے کرنے ہیں تو پھر میں یہاں اٹھ کر پوچھوں گا کہ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ کیا اس کو discuss کیا جا سکتا ہے؟ کیا اس سے لوگوں کی زندگی میں کوئی فرق پڑ رہا ہے؟ کیا یہ ایک اہم issue ہے؟ اگر وہ سارے criteria پر پورا نہیں اترتا تو آپ مجھے کہیں کہ بھئی تمہاری adjournment motion ہمارے اصول پر پوری نہیں اتر رہی ہے، اس لیے ہم اس کو نہیں لے رہے ہیں۔ میں آپ کو بڑا ہی دلچسپ اور in a lighter note ایک واقعہ بتاتا ہوں جو ہمارے گاؤں

میں ہوا، واقعہ یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں حقے کی چلم جو مٹی سے بنی ہوتی ہے، کی قیمت بڑھ گئی تو میرے بوڑھے نوکر نے آکر مجھے بتایا کہ جی اس کی بھی قیمت بڑھ گئی تو میں نے پوچھا کہ کیوں تو اس نے بتایا کہ جی پٹرول کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ پٹرول کی قیمت سے ہر چیز کی قیمت متاثر ہوتی ہے۔ یہ ایک اتنا اہم issue ہے جس سے ہر انسان نے متاثر ہونا ہے۔ پھر جناب والا! سونے پر سہاگہ پھر وہ ریڈیو اور ٹی وی پر خبروں میں دیکھا اور سنا کہ جی وزیراعظم نے اس کا notification واپس لے لیا۔ ابھی چل کر پٹرول ڈلوا کر دیکھ لیتے ہیں کہ کیا عملی طور پر اس کا نفاذ ہوا ہے۔ حکومت کی writ ختم ہونا، اداروں کی ساکھ ختم ہونا، جیسے اسحاق ڈار صاحب نے بات کی ہمارے وزیر داخلہ صاحب کی کہ اس سے اداروں کی ساکھ خراب ہوتی ہے، ساکھ ختم ہوتی ہے۔ Writ of the Government خراب ہوتی ہے۔ جناب والا! یہی رونا ہے۔ یہ جو آج سارا کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھ رہے ہیں، یہ اس لیے ہو گیا ہے کہ over a period of time جو حکومت کے ذمہ دار لوگ ہیں، وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جو پوری نہیں ہوتیں اور ان کی بات ایک ہوائی سی بات ہوتی ہے کہ کسی طرح وقت گزر جائے۔ کل کس نے دیکھا ہے۔ ابھی کا وقت گزار دو۔ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔ اس طرح ملک نہیں چلتے جناب والا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: شکریہ جناب چیئرمین۔ کراچی کے واقعات پر معلوم نہیں ہم کتنی تقریریں کریں۔ اگر آپ کو یاد ہو کہ ہم ایک یا دو مہینے کراچی کے issue پر بولتے رہے۔ کراچی، بلوچستان، گلگت بلتستان پر ہم دو مہینے بولتے رہے۔ اب دو مہینے بولنے کے بعد اس کو conclude کرنے کے لیے بھی کوئی وزیر یا مشیر نہیں ملا۔ ایسا بھی ہوا کہ ایک ایک رکن نے پانچ پانچ مرتبہ تقریریں کیں، وہ خیر آج بھی ہم تقریریں کر رہے ہیں۔ مگر میں تھوڑا سا قائد ایوان کی توجہ چاہوں گا اس معاملے میں۔ دیکھیں جناب والا! کل آپ بھی اسی شہر میں موجود تھے اور میں بھی اسی شہر میں تھا۔ جس وقت یہ دھماکہ ہوا کم از کم جہاں میں بیٹھا ہوا تھا وہاں سے وہ گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ میری بچی نے مجھ سے کہا کہ بابا دھماکہ ہو گیا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کراچی کے شور میں اگر گیارہ کلومیٹر کے فاصلے سے ایک آواز پہنچتی ہے تو آپ اس دھماکے کی intensity دیکھیں کہ وہ کتنی ہو گی۔ جیسا کہ

سب نے کہا کہ ہمیں نوید سنائی جاتی ہے کہ کراچی میں دھماکے ہوں گے، کراچی تباہ ہوگا، کراچی برباد ہو جائے گا اور وہ ہو بھی رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم ادھر تقریریں کریں اور جن کو دھماکے کرنے ہیں وہ دھماکے کرتے پھریں۔ دھماکوں کے بعد اب تو کراچی میں شریعت کورٹ لگنے لگی ہیں جناب چیئرمین۔ کراچی میں جرگوں میں فیصلے ہو رہے ہیں۔ کراچی میں باقاعدہ بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس نے میرا مال کھایا ہے اس کو جا کر سزا دو، اس میں پولیس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت کی ضرورت نہیں ہے، لوگوں نے اپنی عدالتیں لگانی شروع کر دی ہیں۔ آپ مجھے کہیں تو میں آپ کو وہ سارے points بتاؤں گا جہاں یہ عدالتیں لگ رہی ہیں اور جن عدالتوں میں فیصلے ہو رہے ہیں اور ان فیصلوں کا بعض جگہوں پر شرعی جائزہ بھی لیا جا رہا ہے کہ آیا یہ فیصلہ جو آیا ہے وہ شرعی بھی ہے کہ نہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ نے عدالتیں لگائی ہیں۔ کراچی کی ہر community میں ایک علاقہ اپنے پاس ہے اور وہاں پر عدالتیں لگائی گئی ہیں اور وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ امن و امان ہوگا یا نہیں ہوگا۔ کراچی جیسا شہر اس طرح ہو کہ وہاں پر لوگ اپنی ذاتی عدالتیں لگا کر فیصلہ کرنا شروع کر دیں تو پھر آپ کے پاس کیا رہ گیا ہے۔ میں باقی دوستوں کی طرح کل کے واقعے کی مذمت کرتا ہوں اور جس چیز کی طرف میں لیڈر آف دی ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں اور اس پر میں آپ کی رولنگ بھی چاہوں گا۔ چلیں آپ کراچی میں امن و امان ٹھیک نہیں کر سکتے وہ آپ کے بس سے باہر چلا گیا ہے۔

جناب والا! میرے پاس کراچی یونیورسٹی کے اساتذہ آئے ہیں کہ ان کو دو مہینے سے تنخواہیں نہیں ملیں وہ ہڑتال کر رہے ہیں۔ آج اگر آپ کراچی کی خبر پڑھیں، کراچی یونیورسٹی اور NED university کے points بند کیے جا رہے ہیں، آپ اندازہ لگائیں کہ اگر points بند کر دیئے جاتے ہیں تو وہاں پر کیا صورتحال ہوگی۔ آپ رولنگ دیں، آپ حکم دیں، امن و امان تو رحمٰن ملک روک سکتا ہے یا نہیں روک سکتا یہ اس کا headache ہے بھئی کراچی یونیورسٹی کو اتنا پیسہ تو دو کہ اپنے اساتذہ کو تنخواہیں دے سکیں، اپنے طالب علموں کے points تو چلا سکیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے request کروں گا کہ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ صوبائی مسئلہ ہے اس پر اگر بدر صاحب کچھ کہنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: یہ صرف کراچی یونیورسٹی کا مسئلہ نہیں ہے یہ بلوچستان یونیورسٹی کا بھی مسئلہ ہے ان اداروں کو فنانس کی طرف سے گرانٹ نہیں دی گئی، یہ بات مجھے کل پتا چلی اور میں نے وزیر خزانہ صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور میں نے انہیں کہا۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب والا! ادھر دو مسائل ہیں، ایک یہ ہے کہ teachers کو تنخواہیں نہیں مل رہی اور کراچی یونیورسٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمارے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں، اس لیے کراچی یونیورسٹی اور NED university کی جتنی بسیں ہیں ان کو ختم کر رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کو کم از کم اتنے پیسے تو دیں کہ وہ اپنے اساتذہ کو تنخواہیں دے سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: بات ان کی بھی درست ہے اور آپ کی بھی کہ کچھ matters ایسے ہیں which are related to the provinces اور کچھ ایسے جو مرکز سے متعلقہ ہیں اسی لیے میں نے کل وزیر صاحب سے بات کی that was about the grant تو انہوں نے مجھے کہا کہ آج ان کی HEC کے ساتھ میٹنگ ہے اور وہ اس کا decision لیں گے اور میرا اپنا خیال ہے کہ یہ آج ہو گیا ہو گا اور کل میں آپ کو بتا دوں گا کہ what is the position, hopefully this will be done.

جناب ڈپٹی چیئرمین: مظفر صاحب، سیٹ پر نہیں ہیں۔ جی فروغ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم: شکریہ جناب چیئرمین! تمام دوستوں نے condemn بھی کیا general باتیں بھی کیں، let us come to some solutions. سب سے پہلے کراچی میں نہیں، پورے پاکستان میں local policing مروج کرنی پڑے گی۔ جب تک local policing نہیں ہو گی، law and order situation control نہیں ہو سکتی، کل کا واقعہ آپ سب کے سامنے ہے۔ There was no local government available. Local government کے statute کو repeal کر دیا۔ Local Government کے جب تک arms available نہیں ہوں گے وہاں snorkel ہوتا ہے، civil defence ہوتا ہے اور کیا departments ہوتے ہیں وہ اگر empower نہیں ہوں گے تو یہی سب ہو گا۔ اس کے بعد دیکھئیے کہ پاکستان کے حالات ایسے ہیں کہ

جب افغان جنگ ہوئی تھی we are still in the post conflict situation. یہ post conflict جہاں جہاں دنیا میں ہوتا ہے وہاں post conflict counter terrorism authority ہونی چاہیے جو ان چیزوں کو سنبھالتی ہے۔ ہمیں فوراً تمام چیزیں کرنی ہیں۔ کچھ references مشاہد اللہ صاحب نے دیئے وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ سب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ MQM کے پاس کسی قسم کا home department نہیں، policing نہیں، کوئی control نہیں ہے لہذا ان تمام situation کی ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب والا! پولیس کی بات کی جاتی ہے، پولیس کی جہاں تک induction ہے اس کو merit پر ہونا ہے، local policing کرنی ہے۔ Human Rights Committee تھی اس میں discussion ہوئی، پولیس اور ایجنسیوں نے آکر یہ بتایا کہ کم از کم بتیس ہزار یا چونتیس ہزار پولیس کی نفری ہے اور کم از کم کراچی میں چونسٹھ ہزار یا پینسٹھ ہزار پولیس کے ملازمین ہونے چاہیئیں۔ Balanced police کو آپ local government کے حوالے کریں، local police induct کریں تب جا کر یہ چیزیں کنٹرول میں آئیں گی۔

آپ کے سامنے نیویارک اور شکاگو کے experiences ہیں اس میں بھی انہوں نے یہی کیا تھا کہ local policing سے اس کو control کیا تھا۔ کمال کی بات ہے کہ سب بات کر رہے ہیں لیکن کسی نے بھی local policing کی بات نہیں کی۔ یہ صرف کراچی کا issue نہیں ہے، پورے پاکستان کا issue ہے، کوئٹہ کا issue ہے، کراچی کا issue ہے، لاہور کا issue ہے اور پشاور کا issue ہے۔ اس کے بعد دیکھیئے کراچی کو funds release نہیں کئے جا رہے۔

Mr. Deputy Chairman: You mean city police.

سینیٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم: جی جناب۔ Yes, there must be city policing آپ امریکہ کی مثال لیں، انگلینڈ کی مثال لیں جہاں کہیں بھی local police ہو گی تو اس قسم کے crime کو avert کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کراچی کے میئر رہے ہیں you should have done it before.

سینیٹر ڈاکٹر محمد فروغ نسیم: دیکھیں Local Government Act کے statute کو repeal کر دیا تو ہم کیا کر سکتے ہیں let us be fair with each other کراچی سب کا ہے، کراچی کو اگر آپ نے empower کرنا ہے، تمام شہروں کو empower کرنا ہے، میں صرف کراچی کی بات نہیں کر رہا، ہر جگہ آپ local policing لائیں گے، آپ KPK میں بھی balance create کردیں گے کیونکہ یہ صرف کراچی کا مسئلہ نہیں ہے پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ کراچی کو funds release نہیں ہوتے، کراچی یونیورسٹی کی مثال ابھی انہوں نے دی۔ کراچی کے دوسرے development funds نہیں ہیں، ان کو بھی check کریں۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Muzafar *sahib*, I was looking for you, you were not here. Please start.

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: شکریہ جناب والا! پہلے تو جو واقعہ کل کراچی میں ہوا اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ ایک اور بات جو تشویش ناک ہے وہ یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد کئی گھنٹوں تک law enforcement agencies کا کوئی شخص بھی واردات کی جگہ پر نہیں پہنچا۔ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ اس پر ایک انکوائری حکومت سندھ کی جانب سے کی جائے۔ سننے میں یہ بھی آیا کہ اس وقت کراچی میں ایک منگنی ہو رہی تھی اور اس منگنی میں بیشتر پولیس کے حضرات اور law enforcement agencies کے لوگ اس منگنی میں موجود تھے اس وجہ سے جائے واردات پر پہنچ نہیں سکے۔ جناب والا! اس کی انکوائری ہونی چاہیے کہ عباس ٹاؤن میں پہنچنے کے لیے جو delay ہوئی ہے، خاص طور پر پولیس، رینجرز اور فائر بریگیڈ کا عملہ اتنی دیر سے وہاں پر کیوں پہنچا؟

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اس بات کی سخت تشویش ہے کہ دو ڈھائی مہینے میں انتخابات ہونے والے ہیں اگر اسی طریقے سے ملک میں دھماکے ہوتے رہے، جیسے کراچی اور کوئٹہ میں ہوتے رہے ہیں تو ہمیں حکومت وقت کے حضرات یہ بتائیں کہ اس ماحول میں، اس صورت حال میں کیا انتخابات ہو سکیں گے؟

Will the Government be able to ensure the life and property of everybody? Will candidates be secured and would we go through a bloody elections in which causalities will mount day by day? Would Pakistan's National Political Leadership be safe in such

circumstances? Sir, for this, you need a concerted effort by Pakistan's political parties, by those who are sitting in the government today and also those who will come in the interim government. They will have to be in a position to formulate a policy that how do we ensure a peaceful election in Pakistan because this election is going to be a turbulent election in which a lot of people are saying that it is going to be a bloody election and already in Karachi and elsewhere there is a feeling of fear and insecurity.

یہ جو حالات ہیں، ان کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اب کیسے address ہوں گے؟ کون کرے گا؟ کب کرے گا؟ These are questions that we would like to raise here and I think the Government would be appropriately pleased to at least answer these questions. لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ان حالات میں انتخابات ممکن ہو سکیں گے؟ چادر اور چار دیواری کا تحفظ ملے گا؟ شہری اور دیہی علاقوں میں جلسے اور جلوس نکالے جا سکیں گے؟ کل کا جو واقعہ ہے

this raises a number of questions that this sequence is to be addressed very seriously and what are the reasons because yesterday's incident was clearly an intelligence failure. If you have a bomb blast of this nature where 45 people had died, hundreds have been injured, buildings have been collapsed, those fires kept on raging for hours and hours. This is not a small incident. This is actually an eye opener, therefore sir, I would say that an enquiry should be ordered by the Sindh Government. Leader of the House, Mr. Jahangir Badder *sahib*

کل کراچی میں جو واقعہ ہوا، وہاں سے کئی گھنٹے تک the law enforcement agencies غائب رہیں۔ لوگ ہم سے بھی پوچھتے ہیں کہ کیا حالات تھے، یہ کیسی administration ہے جو respond نہیں کر سکی۔ آپ عام public کو مطمئن کرنے کے لیے ایک enquiry hold کروائیے کہ کس صورتحال اور کن وجوہات کی بنا پر پولیس اور رینجرز وہاں موقعہ واردات پر بروقت نہیں پہنچ سکی۔ Fire Brigade والے وہاں کیوں نہیں پہنچ سکے؟

جناب! اب قومی اسمبلی dissolve ہونے میں بارہ دن رہ گئے ہیں اور اب سے قومی اسمبلی کے ممبر صاحبان کے لیے farewell parties شروع ہو گئی ہیں۔ Interim government کا period آ رہا ہے، لوگ پوچھ رہے ہیں کہ آیا ان حالات میں آپ پرامن elections کروا سکتے ہیں؟ امیدواروں کی جان، چادر اور چار دیواری کا تحفظ ممکن بن سکتا ہے کہ نہیں؟

Sir, these all are relevant questions and I think somebody on behalf of the Government should be able to address these issues that how are they going to address these issues? Thinking of everybody is that how will we have elections under these circumstances? It is going to be a bloody election, therefore, in order to build that confidence amongst the people of Pakistan, all political parties including the present and the interim, will have to take appropriate steps to again cultivate the sense of confidence if you want Pakistani citizens go to the poles.

جناب! میری آپ سے گزارش یہی ہے، میں ان چیزوں میں نہیں جانا چاہتا کہ کراچی کا جو set up ہے، پولیس کی postings, transfers جو سیاسی بنیادوں پر ہوئی ہے، جو lack of political will ہے، جہاں پر آپ نے political will demonstrate نہیں کی اور اس کے ساتھ ساتھ جو وجوہات ہیں، کراچی کے چند حلقوں اور علاقوں میں احساس محرومی پایا جاتا ہے

but I would only express sir, that I would request the Leader of the House that we need a detailed response from the Government. The elections are coming, what steps would the Government take in order to ensure the security of candidates and also processions, public meetings, corner meetings and to find out basically what the reasons were for the delay in the law enforcement agencies, to reach the place of occurrence yesterday. I hope that these questions would be addressed to by the Leader of the House and by the Minister for Interior. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Shah *sahib,* I want to clarify one thing in the sense because I am eye witness, I myself was there.

آپ نے بھی کہا اور ہمارے media کے دوستوں نے بھی اس کو misreport کیا کہ منگنی ہے۔ وہاں پر کوئی اہم شخصیت نہیں تھی۔ Chief Minister was not there اور مجھے وہاں پر پولیس کا کوئی high official نظر نہیں آیا۔ وہ سب لوگ اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر تھے۔ یہ کوئی سرکاری منگنی نہیں تھی۔ وہاں پر only a few friends and their families تھیں۔ I was there میں نے وہاں پر کوئی ایسا ذمہ دار پولیس آفیسر نہیں دیکھا جو کوتاہی کرے۔ میں نے یہ بات صرف آپ کو بتانے کے لیے کہی ہے۔ قائد ایوان صاحب۔

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Media report is that for fours hours nobody turned up at the place of incident and when the I.G. was asked why was it that they had not reached at the place of occurrence, he said their was resistance which was cause for coming at the place of occurrence and therefore, the police was facing difficulties but there was inordinate delay and if there is no inordinate delay, then enquiry is held, everything will come to light.

Mr. Deputy Chairman: What I am saying to you is that no police officer or no responsible policeman was present at that *mangni*. This is what I want to say you. Anyhow, Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ there was no responsible person جو شاہ صاحب کا concern ہے، I respect him, ٹھیک concern ہے۔ اس کی report منگوالیتے ہیں کہ وہاں پر how the administration dealt with the accident. بڑا افسوسناک واقعہ ہے، جتنا بھی دکھ کیا جائے کم ہے۔ یہ پورے ملک، قوم اور سب کا collective loss ہے۔ Everybody is jeopardized what has

لیکن میرے خیال میں منگنی کا اس سے اتنا تعلق نہیں ہے۔ آپ ٹھیک کہتے happened there
ہیں، وہ report منگوالی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! اب matter about the elections آیا ہے
کہ یہاں پر کچھ دوست صاحبان نے elections کی بات کی ہے specially with reference to
the honourable member انہوں نے بھی بات کی۔ Elections are a constitutional
affair ایک constitutional, democratic Government اپنی term پوری کر رہی ہے۔
تمام قوم، all political parties, all institutions اور خود سینیٹ پر یہ ذمہ داری عائد ہو گی
کہ جب National Assembly dissolve ہو جائے اور care taker Government آئے تو
پاکستان میں election process ایک transparent طریقے سے ہو۔ جہاں تک Government
کا تعلق ہے، Government is determined میں نے جو meetings attend کی ہیں، ان میں
مجھے President sahib کی طرف سے یہ determination نظر آئی اور انہوں نے کہا کہ come
what may پاکستان میں transparent, free and fair elections ہوں گے۔

اس کے بعد law and order situation کی بات ہوئی۔ آپ نے House میں جو
committee بنائی تھی، وہ کل یہاں اپنی report پیش کر رہی ہے۔ There are several
recommendations regarding all that. یہ Election Commission کو دی تھیں،
انہوں نے accept کی ہیں and there could be several other measures which
can be taken at the appropriate time in accordance with the
situation on the ground. جہاں تک انتخابات کا تعلق ہے کہ اس situation میں ہو سکتے ہیں یا
نہیں؟ ہمارا امتحان ہے، یہ تمام قوم، تمام اداروں اور سب کا امتحان ہے
and this is the responsibility of the leadership in Pakistan. This is
the responsibility of every political party in Pakistan.

پاکستان کے پاس انتخابات اور democracy کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ جناب
چیئرمین! تمام راستے افراتفری اور anarchy کی طرف جاتے ہیں۔ Democracy is the only
way, only passage جس کے ذریعے پاکستان میں ایک پائیدار قسم کا پرامن معاشرہ قائم کر کے
ان تمام مسائل سے جو آج terrorism یا دہشت گردی کی شکل میں موجود ہیں، نمٹا جا سکتا ہے لیکن میں
یہاں پر ایک determination کے ساتھ یہ کہوں گا، as Secretary General of the

Pakistan Peoples Party کہ اگر افغانستان کی صورتحال میں انتخابات ہوسکتے ہیں تو پاکستان میں انتخابات کیوں نہیں ہوسکتے؟ We should be determined to hold the elections اگر عراق اور ایران کی جنگ کے درمیان ایران میں انتخابات ہوسکتے ہیں تو پاکستان میں بھی انتخابات کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ انتخابات انشاء اللہ ہوں گے، ہونے چاہییں اور

the Government led by Pakistan Peoples party is determined to hold free, fair elections at the appropriate time in accordance with the constitutional limits. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Raza Rabbani *Sahib*.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! کراچی کے واقعہ پر بہت سے دوستوں نے، بہت سی باتیں کی ہیں اور اس کے حل کے سلسلے میں مختلف تجاویز بھی دی ہیں لیکن میں ایک بات آپ کے توسط سے اس ایوان میں رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کراچی کے واقعات کو in isolation نہیں دیکھا جاسکتا۔ کراچی کے واقعات ایک مسلسل chain of events کی کڑی ہے جو پاکستان کے اندر unleash کیے جا رہے ہیں۔ کبھی اس کی صورت sectarian ہوتی ہے کبھی اس کی صورت ethnic ہوتی ہے لیکن ان دونوں کا basic مقصد پاکستان کی ریاست، وفاق پاکستان کو سیاسی طور پر destabilize کرنا ہے۔ میں یہاں پر اس وقت اس detail میں نہیں جانا چاہتا جو ایک سیاسی کڑی بین الاقوامی طور پر بنتی ہے، جس کے ذریعے سے پاکستان کے اندر ہونے والے مختلف واقعات کو Internationalize کیا جارہا ہے۔ کوئٹہ کا واقعہ ہوا اور کوئٹہ کے واقعے کے فوراً بعد Australian Government نے یہ کہا کہ ہم دوہزار پانچ سو ہزارہ فیملیز کو اپنے ملک میں پناہ دینے کے لیے تیار ہیں کیونکہ پاکستان کے اندر sectarian genocide ہو رہی ہے اس سے تھوڑے ہی عرصے کے بعد لندن میں ایک کانفرنس ہوتی ہے اور لندن کی کانفرنس کے اندر American Congressmen جو ایک کانگریس کمیٹی کا سربراہ بھی ہے جس کا تعلق Republican Party سے ہے وہ اس بات کی demand کرتا ہے کہ پاکستان کو بلوچستان کے اندر war crimes کے لیے try کیا جائے۔ یہ ایک مسلسل کڑی جس کے دو حالیہ واقعات میں نے صرف آپ کے سامنے رکھے ہیں اور یہ بھی کوئی خفیہ واقعات نہیں ہیں یہ تمام واقعات میڈیا کے اندر رپورٹ ہوئے ہیں لیکن ایک بات پر مجھے حیرت ضرور ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان کا Foreign Office ان دونوں واقعات کے اوپر خاموش رہتا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ اشارے میں نے صرف اس لیے دیے کہ ملک کے اندر ہونے والی دہشت گردی کو آپ نے بین الاقوامی اور بالخصوص خطے کی سیاست کی روشنی میں دیکھنا ہے اور نہ صرف ہمیں اس پیرائے میں اس کو پرکھنا ہے بلکہ ہمیں ایک ریاست کی حیثیت سے اس پیرائے کے اندر پرکھتے ہوئے اپنی national security کی اور foreign policy کی priorities کو بھی طے کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! جب میں یہ بات کرتا ہوں تو I am conscious of this fact کہ آپ نے دو جو اہم فیصلے کیے ان کا بھی اپنا ایک impact ہے۔ ایک فیصلہ جو آپ نے کیا کہ گوادر پورٹ کو MOU کے ذریعے سے ایک Chinese Company کو دیا اس کا جہاں پر اپنا economic impact ہے، وہاں خطے کے اندر اور بین الاقوامی طور پر بھی اس کا ایک impact ہے اور اسی طرح جو آپ نے اپنی national priorities کو پہلی مرتبہ سامنے رکھتے ہوئے، آپ نے ایران کے ساتھ Gas Pipeline کا معاہدہ کیا اس کی بھی اپنی implications ہیں اور وہ implications سامنے آ رہی ہیں۔ American State Department بات کر رہا ہے کہ ہم جائزہ لے رہے ہیں اور اگر یہ pipe line کا مسئلہ پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے تو پھر ہمارے قانون کے تحت ہوسکتا ہے کہ ہم sanctions بھی لگائیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں فیصلے پاکستان کی national security priorities کے اوپر اولیت رکھتے ہیں اور یہ درست اور جرأت مندانہ فیصلے ہیں لیکن جب ہم ایسے فیصلے اور اپنا راستہ خود تعین کرنے جا رہے ہیں تو اس وقت جناب چیئرمین! اور بھی زیادہ لازم ہے کہ ریاست کے اندر کسی قسم کا کوئی تضاد باقی نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام stakeholders کو terrorism and internal terrorism کے مسئلے پر ایک page پر آنا ہوگا۔ آپ دیکھ لیں جن ممالک میں چاہے وہ امریکہ ہو، چاہے وہ برطانیہ ہو، چاہے وہ دیگر ممالک ہوں جہاں terrorism کی بڑی بڑی وارداتیں ہوئیں، وہاں جب ریاست نے مشترکہ طور پر اس بات کا فیصلہ کرلیا کہ انہوں نے اس ناسور کو کچلنا ہے تو وہ اپنے ملک میں بڑی حد تک اس terrorism کو curb کرنے میں کامیاب ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمان نے، پاکستان کی سیاسی جماعتوں نے، پاکستان کی سیاسی قیادت نے 2008 کے مشترکہ اجلاس میں terrorism کے معاملے پر جو ایک unanimous resolution pass کی تھی، وہ آپ کا بنیادی document ہے۔ وہ آپ کا ایک national charter ہے۔ وہ آپ کی ایک comprehensive counter terrorism strategy ہے۔ پھر اس joint resolution کو جو unanimously pass ہوئی، پارلیمانی کمیٹی برائے قومی سلامتی جس میں تمام سیاسی جماعتیں جو پارلیمان میں موجود ہیں،

اس کی ممبر ہیں، انہوں نے اس کی implementation کے لیے 66 recommendations بنا کر دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان پر عملدرآمد کیا جائے تو ہم پیش رفت کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ پارلیمان کی وہ resolution اس کے بعد بنی جب تمام stakeholders پہلی مرتبہ in House session میں آئے اور انہوں نے پارلیمان کو briefing دی اور پارلیمانی کمیٹی کی جو recommendations تھیں، وہ بھی in isolation نہیں بنیں۔ ان کے اندر بھی ہم نے تمام stakeholders چاہے وہ civilians ہوں، چاہے وہ خاکی ہوں، تمام کو on board کیا اور وہ 66 recommendations سامنے آئیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ایک راستہ موجود ہے لیکن اب ریاست کو فیصلہ کرنا پڑے گا، اب وہ وقت of running with the hare and hunting with the hounds ختم ہو چکا ہے۔ اب تاریخ کے، علاقائی سیاست کے اور ملک کے اندرونی حالات اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ پاکستانی ریاست، پاکستان کی اشرافیہ ایک حتمی فیصلہ کرے، حتمی فیصلہ نہیں کریں گے تو خدانخواستہ، خدانخواستہ، خدانخواستہ
the state will begin to wither.

جناب چیئرمین! میں پھر آپ کے توسط سے، اس ایوان کے توسط سے کیونکہ یہ ایوان وفاق کا نمائندہ ایوان ہے، اس کے توسط سے I beseech the state of Pakistan کہ اب وقت باقی نہیں رہ رہا، time is running out, ایک طرف کا فیصلہ کریں، اگر یہ قبول نہیں ہے تو دوسری طرف کا فیصلہ کر دیں لیکن خدارا! فیصلہ ضرور کریں۔

جناب چیئرمین! آخر میں الیکشن کے سلسلے میں جو بات کی گئی، میں صرف اتنا کہوں گا کہ elections Constitutional requirement ہے۔ 16 مارچ کو جب قومی اسمبلی کی term پوری ہو گی تو یہ آئینی requirement ہے کہ الیکشن کرائے جائیں اور اگر کوئی شخص ان الیکشن کے التواء کی کوشش کرتا ہے تو he will be guilty of subversion of the Constitution, he will be guilty of circumventing the Constitution, لہٰذا الیکشن ہوں گے۔ حالات کی بات کی جاتی ہے، کیا World War کے دوران برطانیہ میں انتخابات نہیں ہوئے تھے؟ کیا اس سے بدتر terrorism کی صورت حال میں عراق اور افغانستان میں انتخابات نہیں ہوئے تھے؟ اگر انتخابات کو ملتوی کرنے کی کوئی سوچ ہوئی تو وہ وفاق کے لیے خطرے کی گھنٹی ہو گی۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ماضی میں بھی اس سینیٹ نے اور یہاں پر بہت سارے ایسے سینیٹرز موجود ہیں جنہوں نے کئی دن اور کئی گھنٹے لگاتار جمہوریت کی جدوجہد اس ایوان میں کی، آمریت کے خلاف کی اور میں پھر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ 16 مارچ کے بعد جب قومی اسمبلی نہیں ہو گی تو

then Mr. Chairman, the Senate will once again play the role of Leningrad and Stalingrad to defend the Constitution and democratic values. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! مجھے بولنا تو نہیں چاہیے لیکن میری مجبوری ہے کہ میں بولوں۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی اور آپ غلط نہیں کہہ سکتے کیونکہ آپ کے سامنے screen پر ساری صورت حال نظر آرہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی machine غلط ہے۔ میں قسم کھا سکتا ہوں کہ تین آدمیوں نے میرے بعد بٹن دبایا تھا لیکن ان کا وقت پہلے آگیا، اس لیے آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ اسے check کروالیں اور ہو سکتا ہے کہ اس machine میں کوئی غلطی ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حسیب صاحب! یہاں آپ کے بعد مشاہد حسین صاحب کا نام ہے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! غلطی ہو سکتی ہے لیکن machine check کروانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سیکرٹری صاحب! مہربانی کرکے ان کی بات کو note کرلیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! کچھ لوگوں کے پاس advantage ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کے پاس نہیں ہوتا، ہم چھوٹے سینیٹرز ہیں، لہٰذا آپ جب کہیں گے ہم بات کرلیں گے۔ جناب والا! مجھے چار سال ہو گئے ہیں اور ہم نے چار سالوں میں لاشوں پر، چاہے وہ لاشیں دس ہوں، پچاس ہوں، سو ہوں، ڈیڑھ سو ہوں یا دو سو ہوں، ہمیشہ رسماً مذمت کی ہے۔ رسماً کا لفظ میں اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ اگر آپ کل کا واقعہ دیکھ لیں کہ وہاں کیا ہوا اور پوری بلڈنگ میں لاشیں کس طرح پڑی ہوئی تھیں، وہاں قیامتِ صغریٰ کا منظر تھا۔ جو لوگ یہاں رسماً بات کر رہے ہوتے ہیں اور اگر وہ اس کی مذمت

کر رہے ہوتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو آنے چاہییں۔ اگر ان کی آنکھوں میں آنسو نہیں ہیں تو پھر یہ مذمت بالکل بے کار ہے، منافقت ہے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کل کیا قیامت آئی ہے اور ہم وہی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ ڈا کو چھوڑ رہے ہیں، سو سو افراد کے قاتلوں کو آپ چھوڑ رہے ہیں۔ کراچی میں قاتل identified ہیں، کراچی میں areas identified ہیں، آپریشن کیوں نہیں ہو رہا؟ اگر صوبائی حکومت ناکام ہو گئی ہے تو وفاق کب جاگے گا؟ جناب والا! اس بات کا کوئی تو قانون ہو گا کہ اگر لوگ مر رہے ہوں اور صوبہ سو رہا ہو تو تیسری طاقت کون سی ہو گی اور وہ کہاں ہے؟ جناب چیئرمین! میں معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے ایوان کے چیئرمین ہیں، آپ حکومت کا دفاع نہیں کر سکتے، آپ اس کی ضرور inquiry کریں، بدر صاحب نے صحیح بات کی تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا ہے، آپ اس کی inquiry کریں اور اس کی report اس ایوان میں پیش کریں۔ جناب والا! آپ کل کے واقعے کے بارے میں ضرور inquiry کروائیں کہ mobile vans جہاں بھی تھیں، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ منگنی کی تقریب میں تھیں، نہیں، وہ جہاں بھی تھیں، ان تمام mobile vans کا record منگوایا جائے کہ وہ کس علاقے میں تھیں؟ کل 48 افراد شہید ہوئے ہیں، یہ ایک قیامت ہے اور یہ چیز ختم نہیں ہوئی، کل کا واقعہ multiply کرے گا، اس لیے کہ آپ نے ایک خاص جگہ کو target کیا ہے۔ میری پارٹی پوری کوشش کر رہی ہے کہ اس قسم کے فسادات نہ ہونے پائیں۔ اس قسم کے واقعات سے ہم کیا کہنا چاہتے ہیں؟ جناب والا! یہ چیز معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ کراچی میں کتنی mobile vans ہیں اور کل وہ کہاں کہاں duties پر تھیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس پر Leader of the House نے assurance دی ہے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب والا! میں assurance کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر کراچی میں 100 mobile vans ہیں اور کراچی اتنا بڑا ہے، آپ اس چیز کو identify کیجیے کہ لانڈھی میں تین mobile vans تھیں، کیماڑی میں کتنی mobile vans تھیں، منگنی کی تقریب میں ایک بھی mobile van نہیں تھی، کلفٹن میں کتنی تھیں اور کتنی mobile vans VVIPs کے ساتھ duty پر تھیں؟ آپ ان تمام کا حساب مانگیں اور آپ کو پتا چل جائے گا۔

جناب والا! میں ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں کہ اب صرف مذمت سے کام نہیں چلے گا۔ صدر اور وزیراعظم دونوں واقعات کا notice لے لیتے ہیں اور کل کے واقعے کا بھی notice لیا گیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں، درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے واسطے ہم سینیٹر حضرات یہاں بیٹھ کر جو باتیں کر رہے ہیں یہ رسماً باتیں کر رہے ہیں، مذمت کر رہے ہیں، یہ بھی notice لے لیں، میرے ایوان کے 104 لوگ کہاں ہیں؟ یہ کیوں صدر کے پاس جا کر بات نہیں کرتے کہ صدر صاحب روزانہ سو، ڈیڑھ سو، دو سو آدمی مرتے ہیں، ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میری آپ سے درخواست ہے اور میری proposal ہے کہ خدا کے واسطے اگر آپ چاہتے ہیں کہ امن قائم ہو، میں پھر کہہ رہا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی choice نہیں ہے۔ President House or Prime Minister House میں ایک control room قائم کیا جائے جہاں سینیٹ کے دس بیس ممبران جا کر بیٹھیں، وہاں سے operation کو supervise کریں اور جب تک operation ختم نہ ہو جائے، اس وقت تک وہاں سے واپس نہ آئیں۔ آپ جب تک operation نہیں کریں گے، ڈاکوؤں کی سرپرستی کریں گے، کل پچاس لوگ مرے تھے، آنے والے کل دو سو لوگ اور مارے جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مشاہد حسین صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I am the last speaker for the day. I just want to reiterate the sentiments of the House, خاص طور پر Leader of the Opposition سینیٹر اسحاق ڈار صاحب اور میرے دوست سینیٹر رضا ربانی صاحب نے جو تقاریر کی ہیں، فروغ نسیم صاحب اور سب دوستوں نے بھی بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ میرے خیال میں واقعی یہ بات ہے کہ on it, all our heads should go down in shame and sorrow for what happened in Karachi اور یہ ایک recurring pattern ہو گیا ہے۔ حسیب صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ہم مذمت کر لیتے ہیں، a state of Pakistan, a nuclear weapon state with such a large standing army, with a huge government operates, with a huge intelligence operates لیکن کیا ہو رہا ہے؟ جو so called war against terror ہے اس پر we are losing within Pakistan.

جناب چیئرمین! دہشت گرد جب چاہیں، جہاں چاہیں اور جس کو چاہیں they can strike it well and it's not question of civilians or military, GHQ پر حملہ ہوا ہے، کامرہ پر حملہ ہوا، مہران ائیر بیس پر حملہ ہوا، Army, Navy, Air Force اور اب آپ دیکھیں کہ کوئٹہ میں واقعہ ہوا ہے and I think we should be very clear, I agree with what has been said before. We are also paying a price for an independent and bold foreign policy. ایران کے ساتھ گیس پائپ لائن کے معاہدے کی announcement ہوتی ہے تو کراچی کا واقعہ ہو جاتا ہے۔ گوادر کے حوالے سے ہم نے چین کے ساتھ معاہدہ کیا اور یہ دونوں national interest agreements کے ہیں، کوئٹہ میں واقعہ ہو جاتا ہے but there is absolutely no response from the state or the Government, no expression or will. میرے خیال میں اس وقت Minister of Interior should have been here to tell us at least کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ یہ کوئی rocket science نہیں ہے۔ آپ آج کا "The daily 'Dawn" پڑھ لیں، جناب طارق کھوسہ سابق آئی جی بلوچستان کا on the sectarian menace بہت اچھا article آیا ہے۔ آپ آج کا "Express Tribune' دیکھیں جس میں جناب زاہد گشکوری کا on interview with the Sri Lankan General, بہت اچھا article آیا ہے۔ اب یہ stage آگئی ہے کہ we have to learn from the Sri Lankan model کہ انہوں نے دہشت گردی کو کیسے combat کیا تھا؟ جبکہ ہمارے ہاں total monumental failure ہے۔ I feel the time has come, we have to close ranks on that, all the political forces and the armed forces of Pakistan, یہ صرف حکومت یا ایک پارٹی کا issue نہیں ہے، جیسے ڈار صاحب، رضا ربانی صاحب اور فروغ نسیم صاحب نے بھی کہا اور لگتا ہے کہ ہمارے ہاں political will ہی ختم ہو گئی ہے۔ Mr. Chairman, please do not forget کہ اگر اس وقت کوئی خطرہ ہے تو ہندوستان اور باہر سے نہیں ہے، it is internal. This is the single biggest threat to Pakistan's unity, Pakistan's solidarity and Pakistan's national cohesion کیونکہ ہمارے دیرینہ دوستوں ایران اور چین سے ہمیں دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آپس میں Muslim community and Pakistani nation کو تقسیم کرنے کی کوشش کی جارہی

whether on sectarian basis or linguistic basis. This will damage ہے
there is کرتا ہوں کہ agree میں اس بات سے the integrity of state of Pakistan.
I لیکن اگر یہی حالات رہے تو no justification for any postponement of elections don't know about elections, the future looks very bleak, then anything could happen. So I think that we have to take the responsibility and the responsibility lies on the Upper House, we have outstanding and experienced parliamentarians, political minds, who can speak ہے track record ان کا ایک legal minds, economic minds

ہے national and number one issue یہ above party lines.

and we should take bull by the horns and resolve this issue with an effective counter terrorism strategy.

جناب چیئرمین! آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے that we

جو کام سری لنکا have not been able to fashion a counter terror strategy
we are also paying a price for نے کیا اور دوسرے ممالک نے کیا، ہم وہ نہیں کر سکے اور
despite جو ہم لے رہے ہیں independent and bold foreign policy initiatives

ہم اس pressure کو resist بھی کر رہے ہیں اور defy بھی کر رہے ہیں۔ pressures,

This is the number one issue and if you don't do it, we are heading towards further destabilization from within. Thank you Mr. Chairman and I hope that the Parliament of Pakistan and the political forces of Pakistan will take the necessary initiatives. We in the Senate Standing Committee on Defence of which I am the Chairman and you are the honourable member

ہم نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ ایک new defence strategy document تیار کریں۔ اس میں،
we will prepare a national counter terror میں نے experts کو کہا ہے کہ
strategy, اس میں سینیٹر رضا ربانی صاحب کی کمیٹی کا بھی میں ممبر ہوں، ہم نے اس پر کافی کام کیا ہے،

it is not rocket science, we have to pool in our resources. Dar *sahib* is also a member of that. We hope that we can put it together and present something which can then be implemented by the relevant state organizations. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 5th March, 2013 at 10:30 a.m.

———————————

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 5th March, 2013 at 10:30 a.m.]

———————————